کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

چار دن قربانی

ایک تجزیاتی مطالعہ

از قلم

ابوحمزہ محمد سلمان رضا خان حنفی قادری جامعی ازہری

استاذ الجامعۃ الاسلامیہ، قصبہ رونا ہی، ضلع فیض آباد، یوپی [انڈیا]

ناشر

المجمع الحنفی

قصر بوحنیفہ، قصبہ رونا ہی، ضلع فیض آباد، یوپی [۲۲۴۱۸۲] انڈیا

نام کتاب : چار دن قربانی: ایک تجزیاتی مطالعہ

تصنیف : محمد سلمان رضا خان حنفی قادری جامعی ازہری

استاذ الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد، یوپی

چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''الجامعہ'' روناہی، فیض آباد

ای میل: msalmanraza1980@gmail.com

واٹس ایپ: 7525092411

کمپوزنگ : مولانا عقیل احمد قادری مصباحی امجدی

استاذ الجامعۃ الاسلامیہ۔ روناہی، فیض آباد

پروف ریڈنگ: مولانا نصر الدین جامعی مصباحی

استاذ الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد

سن اشاعت: ۱۴۴۱ھ/ ۲۰۲۰ء

ناشر

المجمع الحنفی

قصر بوحنیفہ، قصبہ روناہی، ضلع فیض آباد، یوپی [۲۲۴۱۸۲] انڈیا

شرف انتساب

راقم الحروف اپنی اِس حقیر کاوش کو:

☆ امام الفقہا والمحد ثین، امام الائمہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سرچشمہ روایت ودرایت، قاضی القضاۃ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ محرر مذہب حنفی، جامع فقہ وحدیث سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ وکیل احناف، امام اہل سنن، سیدنا امام احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان حنفی قادری ازہری رضی اللہ عنہ

☆ جملہ اساتذۂ کرام (جن کی شفقت وعنایت اور تربیت نے اِس قابل بنایا)

☆ جملہ علمائے اہل سنت وجماعت (جن کی کتابوں سے استفادہ کیا)

کی جانب منسوب کرتا ہے۔

نیازمند

محمد سلمان رضا خان حنفی قادری جامعی ازہری

جامعہ اسلامیہ، روناہی اجودھیا (فیض آباد) یوپی، انڈیا

سندحدیث وفقہ

از: استاذ کریم ،غزالی دوراں،حضرت علامہ وصی احمد وسیم صدیقی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ۔سابق نائب صدرالمدرسین جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد، یوپی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سَنَدُ الۡحَدِیۡثِ وَالۡفِقۡهِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِی عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ، وَشَرَّفَ مَنۡ شَاءَ بِالۡهِدَایَةِ اِلَی خِدۡمَةِ الۡحَدِیۡثِ وَعُلُوۡمِهٖ، وَ أَوۡقَدَ لَهٗ مِنۡ مِّشۡکَاةِ السُّنَّةِ مِصۡبَاحًا ، وَمَنَحَهٗ مِن مَّقَالِیۡدِ الۡأَ ثَرِ مِفۡتَاحًا۔وَالصَّلاَ ةُ وَالسَّلاَمُ عَلَی الۡمَبۡعُوۡثِ بَشِیۡرًا وَنَذِیۡرًا، وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِأِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُنِیۡرًا ،حَتّٰی أَشۡرَقَ الۡوَجُوۡدَ بِرِسَالَتِهٖ ضِیَاءً وَّابۡتِهَاجًا ، وَدَخَلَ النَّاسُ فِی دِیۡنِ اللّٰهِ أَفۡوَاجًا، ثُمَّ عَلَی مَنِ الۡتَزَمَ الۡعَمَلَ عَلَی هَدۡ یِهٖ مِنَ الۡمُهَاجِرِیۡنَ وَالۡأَنۡصَارِ وَالتَّابِعِیۡنَ الۡأَخۡیَارِ الۡأَبۡرَارِ الَّذِیۡنَ تَنَاقَلُوۡا الۡأَخۡبَارَ وَالۡآثَارَ، ثُمَّ عَلَی الۡأَ ئِمَّةِ الۡکِبَارِ مِنَ الۡمُجۡتَهِدِیۡنَ وَالۡمُحَدِّ ثِیۡنَ، ثُمَّ عَلَی أَسَاتَذَتِی الۡکِرَامِ وَمَشَایِخِی الۡعِظَامِ صَلاَةً وَسَلاَمًا دَائِمَیۡنِ مَا ظَهَرَتۡ بَوَازِغُ شُمُوۡسِ الۡأَخۡبَارِ۔أَمَّابَعۡدُ فَیَقُوۡلُ الۡعَبۡدُ الۡمُفۡتَقِرُ اِلَی اللّٰهِ الۡغَنِیِّ وَصِی أَحۡمَد وَسِیۡمُ الصِدِّیۡقِیُّ النُّوۡرِیُّ الۡقَادِرِیُّ- نَائِبُ رَئِیۡسِ الۡأَسَاتَذَةِ بِالۡجَامِعَةِ الۡاِسۡلاَمِیَّةِ ، رَوۡنَاهِی، فَیۡضَ آباد ،أُتۡرَابَرَادِیۡش، الۡهِنۡد، سَابِقًا - أَ نَّهٗ قَدۡ قَرَأَ عَلَیَّ وَسَمِعَ عَنِّی الۡحَدِیۡثَ وَالۡتَمَسَ الۡاِجَازَةَ مِنِّی ابۡنِی الرُّوۡحَانِیُّ،الۡعَزِیۡزُ الرَّشِیۡدُ الۡمَوۡلَوِیُّ مُحَمَّد سَلۡمَان رِضَا خَان الۡحَنَفِیُّ الۡقَادِرِیُّ الۡجَامِعِیُّ الۡأَزۡهَرِیُّ - حَفِظَهُ اللّٰهُ تَعَالَی - الۡمُتَوَطِّن بَلۡرَامۡ فُور ، أُتۡرَابَرَادِیش ،الۡهِنۡد، فَأَجَزۡتُهٗ عَلَی بَرَکَةِ اللّٰهِ - عَزَّ وَ جَلَّ- ،ثُمَّ عَلَی بَرَکَةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ- صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَی عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ - بِالۡاشۡتِغَالِ بِالۡقُرۡءَانِ الۡعَظِیۡمِ وَأَحَادِیۡثِ النَّبِیِّ

الْـكَـرِيْـمِ وَالْـفِـقْـهِ الْـقَوِيْمِ كَمَا أَجَازَنِى سَيِّدِىْ وَسَنَدِىْ وَأُسْتَاذِىْ العَلَّامَةُ الفَهَّامَةُالمفتى حَبِيْبُ اللّٰهِ النَّعِيْمِىُّ البَهاغَلْ فُوْرِىُّ- قُدِّسَ سِرُّهٗ-(شَيْخُ الحَدِيثِ الأَسْبَق بِالجَامِعةِ النَّعِيمِيِّةِ ، مُـرَادَ آبـاد، أتـرَابَـرَادِيـش، الْهِـنْـد) كَـمَـا أَجَازَهُ صَدْ رُالأَفَاضِلِ ، فَخْرُالأَمَاثِلِ ، المُفَسِّرُ ، الـمُـحَدِّثُ ، المُحَقِّقُ ، الفَقِيْهُ ، الأُصُوْلِىُّ ، المُتَكَلِّمُ ، المُنَاظِرُ، العَلَّامَةُ ، السَيِّدُ مُحَمَّد نَعِيمُ الـدِّيْـنِ القَادِرِىُّ - عَـلَيْـهِ رَحْـمَةُ الـلّٰـهِ البَـارِىِّ ،(مُـؤَسِّـسُ الـجَامِعةِ النَّعِيمِيِّةِ ، مُرَادَ آباد، أتـرَابَـرَادِيـش، الْهِـنْـد)،كَمَا أَجَازَهُ الشَّيْخُ ،العَلَّامَةُ،الفَهَّامَةُ، المُحَقِّقُ ، المُفْتِى مُحَمَّد گُلْ خَـان الـقَـادِ رِىُّ الـكَـابُـلِىُّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ القَوِىِّ ، رَئِيسُ المَدْ رَسَةِ الِامْدَادِيَّةِ الوَاقِعَةِ بِمَدِينَةِ مُرادآباد،أُتَرَابَرَادِيش،الهند، سَابِقًا كَمَاهُوَ مُثَبَّتٌ فِى الرِّسَالَةِ " الثَّبْتِ النَّعِيْمِى "۔

وَأُوْصِيْـهِ بِالِاعْتِصَامِ بِالقُرْءَانِ الْعَظِيمِ وَالسُّنَّةِ النَّبوِيَّةِ الشَّرِيْفَةِ وَالقَيَامِ عَلَى مَذْهَبِ أَهْـلِ السُّـنَّةِ وَالْـجَمَاعَةِ وَاجْتِنَابِ أَهْلِ البِدْعَةِ وَالضَّلَا لَةِ ، وَأُوْصِيهِ أَنْ لَا يَنْسَانِىْ مِنْ دُعَائِهِ الـصَّـالِـح بِـالْعَفُوِ وَالعَافِيَةِ فِى الدِّينِ والدُّنْيَا وَ الآخِرةِ وَأَنَا دَا عٍ لَهُ لِذَ لِكَ۔وَالحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الـعٰلَمِينَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْكِرَامِ وَصَحْبِهِ الفِخَامِ وَأَوْلِيَاءِ مِلَّتِهِ العِظَامِ وَعُلَمَاءِ شَرِيعَتِهِ الكِرَامِ۔

أَمَرَ برَقمِهِ

المُفْتَقِرُ اِلَى اللّٰهِ الأَحَدِ

وَصِى أَحْمَد وَسِيم الصِّدِّ يقِى النُّوْرِى - غَفَرَلَهُ وَلِوَالِدَيْهِ القَوِىُّ-

الأستاذُالأسْبَقُ بِالجَامِعَةِ الِاسْلَامِيَّةِ ، رَوْنَاهِى، فَيْضَ آباد ،أُتَرَابَرَادِيْش

فہرست مضامین

﴿دعائیہ کلمات﴾

استاذ گرامی، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی، شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی، فیض آباد یوپی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! پیش نظر کتاب **''چاردن قربانی: ایک تجزیاتی مطالعہ''** محبّ گرامی، حضرت علامہ مولانا محمد سلمان رضا خان سلمہ المولیٰ المنان جامعی ازہری کی تصنیف منیف ہے، جس میں موصوف گرامی نے غیر مقلدین وہابیہ کے مزعومات فاسدہ کا ازہاق وابطال دلائل قویہ قویمہ سے کیا ہے، اور ثابت کردکھایا ہے کہ: ایام قربانی صرف تین ہی دن ہیں۔ چاردن نہیں ہیں۔ اور قربانی کے چاردن ہونے پر اُن کے جو مستدل تھے اُن پر حضرت علام نے تفصیلی کلام کیا ہے، جو اہل علم خصوصاً علم حدیث سے شغل واشتغال رکھنے والوں کے لیے ایک معلوماتی ذخیرہ ہے۔

محبّ محترم سلمہ المولیٰ تعالیٰ کو فن اسماء الرجال، وجرح وتعدیل سے متعلق بہت اچھی دست رس حاصل ہے، ہمارے ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد کے باوقار وذی علم مدرس ہیں اور ہمارے جامعہ رونا ہی سے ''جامعہ'' نامی ماہنامہ نکلتا ہے اُس کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں، اور کئی کتابوں کے مولف ومصنف ہیں۔

رضوی فقیر کی دعا ہے کہ: مولیٰ تعالیٰ اُن کی اِس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور عوام وخواص کو کتاب مذکور اور اُن کی دیگر تصانیف سے مستفیض ومستفید فرمائے۔ آمِین بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ أَکْمَلُ الصَّلَاۃِ وَالتَّسْلِیْمِ۔

فقط

محتاج دعا وگدائے باب رضا

شبیر حسن رضوی

خادم الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد یوپی

نوٹ

تقریباً دوسال قبل یہ کتاب طباعت کے لیے تیار تھی ،اُسی موقع پر میرے نہایت شفیق ومہربان استاذ، جامع معقول ومنقول ،حاوی فروع واصول ،حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ دعائیہ کلمات تحریر فرمایا تھا۔اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا تھا۔اورگاہے بہ گاہے اپنے اِس کم ترین شاگرد کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے تھے،مگر افسوس کہ ۱۴؍ربیع الغوث ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱؍دسمبر ۲۰۱۹ء جمعرات کی شب میں ۷؍بج کر ۱۵؍منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ابوحمزہ قادری

کلمات تبریک

شیخ کریم، استاذ گرامی وقار، غزالی دوراں حضرت علامہ مولانا وصی احمد وسیم صدیقی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

سابق نائب صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی، فیض آباد، یوپی، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدك يا الله! و نصلى و نسلم عليك يارسول الله!

میرے فرزند روحانی، محدث جلیل حضرت علامہ مولانا محمد سلمان رضا خاں حنفی قادری جامعی ازہری صاحب جماعت اہل سنت کے ممتاز قلم کار ہیں، ماہنامہ ''الجامعہ'' رونا ہی کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں۔ وہابیہ غیر مقلدین کے لیے ان کا قلم خنجر خوں خوار برق بار رہے۔ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت ونصرت میں ان کا قلم سیال رواں دواں رہتا ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین کے خیالات فاسدہ اور مزعومات کاسدہ کے ردوابطال میں یہ روحانی لذت محسوس کرتے ہیں۔ درس نظامی میں شامل علوم وفنون پر اچھی دست رس رکھنے کے ساتھ حدیث اور اصول حدیث، اسماء الرجال، جرح وتعدیل میں کامل عبور رکھتے ہیں۔

میری خوش قسمتی ہے کہ انھوں نے چند کتابیں مجھ سے بھی پڑھی ہے۔ شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) جو مسلسل چالیس سال تک میرے زیر درس رہی، اُسے بہت محنت اور توجہ سے انھوں نے پڑھی ہے۔ غالبًا اسی کا اثر ہے کہ وہابیہ غیر مقلدین سے لوہا لینے کا حوصلہ ان میں پیدا ہوا۔

حدیث اور علم حدیث سے ان کی شغف قابل تعریف ہے، اِسی لیے انھوں نے جب مجھ سے ''اجازت حدیث وفقہ'' طلب کی تو میں نے بلا تردد ان کو ''اجازت حدیث وفقہ'' دیا جیسا کہ مجھ کو میرے شیخ جلیل، عالم ربانی، حضرت علامہ مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی علیہ الرحمہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد، یوپی) نے عطا کی، اور اُن کو صدرالافاضل، فخرالاماثل حضور سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے مرحمت فرمائی۔

زیر نظر کتاب ''**چاردن قربانی: ایک تجزیاتی مطالعہ**'' فاضل موصوف کا قلمی شاہ کار ہے۔ اس میں موصوف نے غیر مقلدین جو کہ چاردن قربانی کے جواز کے قائل ہیں، اُن کے دلائل کا محققانہ ومحدثانہ تجزیہ کیا ہے۔ اور اُن کی تضاد بیانیوں کو عیاں کیا ہے۔ بعض مقامات پر فاضل قلم کار کے قلم سے اتنے خوب صورت جملے برآمد ہوئے ہیں کہ ان کا قلم چومنے کو جی چاہتا ہے۔ امید ہے کہ وہابیہ غیر مقلدین کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم، رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور دارین کی سعادتوں، کرامتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

دعا گو

وصی احمد وسیم صدیقی

وارد حال قصبہ روناہی، فیض آباد، یوپی

تاثر گرامی

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا وبالفضل اولانا محمد رضوان قادری جامعی مصباحی ازہری صاحب بانی ومہتمم مدرسہ وارث العلوم موئی، اجودھیا، یوپی واستاذ مدرسہ ثارالعلوم شہزاد پور، اکبر پور، ضلع امبیڈکرنگر، یوپی

بِاسْمِہٖ تَعَالٰی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلَی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ وَالَاہ

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور حضرات انبیاو مرسلین[عَلَیْہِمُ السَّلَامُ] کو مبعوث فرمایا، جن کی آخری کڑی کے طور پر سید المرسلین، خاتم النبیین، حضور سیدنا محمد رسول اللہ[أَرْوَاحُنَافِدَاہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ]کو اس خاک دان گیتی پر بھیجا اور قیامت تک محفوظ رہنے والی کتاب ''قرآن'' آپ کو عطا فرمایا۔اور آپ کے لائے ہوئے دین ''اسلام'' کو کامل ومکمل اور اپنا پسندیدہ بتایا:﴿ا لیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ الاسْلَامَ دِیْنًا﴾(المائدہ:۳)۔

دین اسلام کا پہلا بنیادی ماخذ ''قرآن'' ہے، جس میں ہر چیز کا بیان ہے، لیکن اُس بیان کو سمجھ لینا اور اُسے پالینا ہر آدمی کے لیے ممکن نہیں، کیوں کہ اولاً: انسانی عقلوں میں تفاوت پایا جاتا ہے، کوئی بہت عقل مند ہے تو کوئی کم عقل ہے اور کوئی تو انتہائی کند ذہن ہے۔ثانیاً: ہر انسان دل چسپی اور خواہش میں بھی یکساں نہیں۔ثالثاً: کسب معاش اور کارِ دنیا کے بعد کوئی ہے جس کے پاس وقت ہے اور بہتیرے ہیں جن کے پاس وقت ہی نہیں کہ غور وفکر اور تفکر و تدبر

کرسکیں۔ اِسی لیے اللہ عزوجل نے حضور نبی رحمت [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کومبعوث فرمایا کہ آپ قرآن سنانے کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیمات اور سیرت وکردار کے ذریعہ لوگوں کے لیے دین کوواضح فرماتے رہیں ﴿وَأَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: آیت:۴۴) لہذا ''حدیث رسول'' دوسرا اسلامی ماخذ قرار پایا۔

اب سوال یہ ہے کہ: کیا قرآن کی تشریح وتوضیح حدیث رسول سے آجانے کے بعد ہر انسان دین پرعمل کے معاملہ میں کسی کا محتاج نہ رہا اور وہ بااختیار ہو گیا کہ وہ قرآن لے لے اور حدیث کی چند کتابیں، پھر اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرے؟ اور اہل حدیث ہونے کا دعوی کرے؟

تو اس کا جواب جاننے کے لیے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) قرآن کی تشریح وتوضیح کا کام حدیثِ رسول نے کر دیا، مگر اس کے لیے صرف حدیث کی چند کتابیں پڑھنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ تمام احادیث رسول بالخصوص احادیث احکام کا احاطہ کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ہر انسان کے لیے ممکن نہیں۔

(۲) دین پانے بلفظ دیگر حکم شرعی حاصل کرنے کے لیے صرف قرآن وحدیث کا ترجمہ جاننا کافی نہ ہوگا بلکہ عربوں کے اسالیب اور طرقِ استعمال کے ساتھ یہ بھی جاننا ضروری ہوگا کہ کلام میں یہ لفظ حقیقت ہے یا مجاز؟ مشترک ہے یا مؤول؟ ظاہر ہے یا خفی؟ نص ہے یا مشکل؟ مفسر ہے یا مجمل؟ محکم ہے یا متشابہ؟ عام ہے یا خاص؟ صریح ہے یا کنایہ؟ پھر کلام کی دلالت اپنے معنی پر بطور عبارۃ النص ہے یا اشارۃ النص؟ دلالۃ النص ہے یا اقتضاء النص؟ ہر عاقل خوب جانتا ہے کہ اس طرح قرآن وحدیث کو سمجھ پانا ہر ایک کے بس میں ہے یا نہیں؟

(۳) قرآن وحدیث میں کچھ احکام کچھ مدت کے لیے تھے اور اس مدت کے مکمل ہونے پر

اُنھیں اٹھالیا گیااوراُن کی جگہ دوسرے احکام آ گئے۔پہلے کومنسوخ اور دوسرے کوناسخ کہتے ہیں ۔لہٰذا قرآن وحدیث سے حکم شرعی نکالنے کے لیے ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی بے حد ضروری ہے، ورنہ منسوخ حکم کواپنے لیے حکم شرعی سمجھ بیٹھے گا۔کتنے لوگ ہیں جوقرآن وحدیث کے نسخ ومنسوخ کاعلم رکھتے ہیں، یہ سب پر ظاہر ہے۔

(۴)تمام احکام شرع یکساں نہیں۔کچھ اعتقادی ہیں کچھ عملی۔پھر عملی میں متعدد اقسام ہیں:[۱] فرض[۲]واجب[۳]سنت موکدہ[۴]سنت غیرموکدہ[۵]مستحب[۶]مباح[۷]خلاف اولیٰ [۸]مکروہ تنزیہی[۹]اساءت[۱۰]مکروہ تحریمی[۱۱]حرام۔اب حکم شرع نکالنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اسے اس بات کا پختہ علم ہوکہ کس طرح کی آیت وحدیث سے کون ساحکم ثابت ہوتا ہے۔

(۵)چوں کہ انسانی زندگی کے مسائل مرورزمانہ سے بڑھتے رہتے ہیں، نئے نئے مسائل جنم لیتے رہتے ہیں۔اس لیے قرآن وحدیث میں ایسے اصول وقوانین اورامورکلیہ بیان کردیے گئے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کاحل اوراُن کا حکم ہر دور میں نکالا جاسکے۔لہٰذا قرآن وحدیث سے حکم شرعی نکالنے والے کے لیےضروری ہے کہ منصوص احکام کے علل واسباب پر اُسے واقفیت ہواورقرآن وحدیث میں بیان کردہ قواعدِکلیہ اورامورِجزئیہ کی کامل معرفت ہو۔

(۶)حدیث سے حکم شرع حاصل کرنے کے لیے مذکورہ باتوں کے ساتھ حدیث کے اقسام اور احوالِ رواۃ سے مکمل آگاہی ضروری ہے،جس کے لیے اصول حدیث، اصولِ جرح وتعدیل، اسماءالرجال وغیرہ علوم میں مہارت کی ضرورت ہے۔

(۷)قرآن وحدیث سے حکم شرع نکالنے والے کے لیےفہم وفراست کے ساتھ دیانت وتقوی

اور امانت وعدالت بھی ضروری ہے تا کہ وہ خواہش نفس کے مطابق نہ چل پڑے اور جس آیت یا حدیث کو نفسانی خواہش اور تن آسانی کے موافق پائے اُسی کو نہ دلیل بنالے، بلکہ خوف خدا رکھتے ہوئے انتہائی خلوص اور دیانت داری کے ساتھ جو دلیل قوی ہو اُسی کو اختیار کرے، اگر چہ وہ طبیعت کے خلاف ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو شریعت تو ایک کھلونا بن کے رہ جائے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیثِ رسول کی تشریح وتوضیح کے بعد بھی ہر انسان کے لیے ممکن نہیں کہ فہمِ دین کے سلسلہ میں خودمختار ہو جائے اور اُسے کسی کی طرف رجوع کی ضرورت نہ رہے۔

تو اب ضروری ہوا کہ جو لوگ قرآن وحدیث سے احکام نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس کام کو انجام دیں اور باقی لوگ اُن پر اعتماد کرتے ہوئے اُن سے احکام دین حاصل کر کے اُن پر عمل پیرا ہوں۔ پہلا طبقہ مجتہد اور دوسرا مقلد کہلاتا ہے۔ تو جس طرح مجتہد قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا ہے، ویسے ہی مقلد بھی قرآن وحدیث ہی پر عمل کرنے والا ہے، کیوں کہ وہ وہی کرنے والا ہے جو مجتہد نے قرآن وحدیث سے اخذ کیا۔

اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ دین پر عمل کے سلسلہ میں جیسے مجتہد کا اجتہاد ضروری ہے، ویسے ہی غیر مجتہد کا مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ تقلید کا انکار کرنا امت مسلمہ کو سخت حرج اور پریشانی میں ڈالنا ہے بلکہ ''تکلیف مالا یطاق''یعنی انسان جو نہیں کر سکتا اس کا مکلف بنانا ہے۔ اور رب کریم بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے: ﴿**لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا**﴾ (آیت:۲۸۶) اور نہ ہی اللہ عزوجل نے دین میں حرج اور پریشانی رکھی ہے ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ﴾ (سورہ حج، آیت:۷۸)

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اجتہاد اور قرآن و حدیث سے احکام نکالنا تو بڑی چیز ہے ''تفقہ فی الدین'' دین کا گہرا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان کے لیے لازم قرار نہ دیا۔ سورہ توبہ میں ہے: ﴿وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوا کَآ فَّةً ، فَلَوْلاَ نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِنْھُمْ طَآئِفَةٌ لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِ رُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ﴾ (آیت:۱۲۲) [ترجمہ: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں، تو کیوں نہ ہو کہ اُن کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں]

اجتہاد ہر ایک کا نہیں بلکہ بعض لوگوں کا کام ہے، اس کی طرف بھی اشارہ فرمایا ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلَیٰٓ أُولِی الْأَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ﴾ (سورہ نساء، آیت:۸۳) اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان میں سے اس کی حقیقت جان لیتے وہ جو استنباط کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اخذ و استنباط بلفظ دیگر اجتہاد کی اہلیت ہر ایک میں نہیں۔ نیز اس کا اندازہ اس تاریخی حقیقت سے بھی لگائیں کہ وہ صحابہ کرام جن سے روایت حدیث ثابت ہے ایک لاکھ چودہ ہزار ہیں جیسا کہ امام ابن الصلاح نے اپنی مشہور کتاب ''المقدمۃ لابن الصلاح'' میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ان میں سے مجتہد صحابہ کرام کی تعداد صرف ۲۰ ر ہے، چناں چہ علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں:'' لاتبلغ عدۃ المجتھدین الفقھاء منھم أکثر من عشرین ''۔ یعنی صحابہ کرام میں مجتہدین فقہا کی تعداد ۲۰ ر سے زیادہ نہیں پہنچتی۔

جب اس زمان برکت نشان کا یہ حال ہے اور ان نفوس قدسیہ کا جن کو صحبت نبوی میسر

ہوئی اور اس کی برکت سے ان میں بیشتر فقیہ یعنی عالم و مفتی کے درجہ پر فائز تھے، یہ عالم ہے کہ ایک لاکھ سے زائد میں ''مجتہد مطلق'' کے منصب پر صرف ۲۰ر حضرات ہی فائز ہیں، تو آج کے زمانہ میں کیا ہر ایک مجتہد ہوسکتا ہے؟ کہ اسے ائمہ مجتہدین کی تقلید کی ضرورت نہ رہے؟ نہیں نہیں۔ اور جب نہیں تو تقلید لازم ہے۔ جو تقلید کے منکر اور اہل حدیث ہونے کے دعویدار ہیں، انھیں بھی تقلید سے مفر نہیں۔ ان کے عوام اپنے علما کی بات مان کر اس پر عمل کرتے ہیں، یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ جب ائمہ مجتہدین جن کی جلالت شان اور امانت و دیانت اور تقوی، فہم و فراست اور بصیرت پر تقریباً امت کا تفاق ہے، کی تقلید سے بھاگے تو ابن تیمیہ جیسے لوگوں کی تقلید میں جا گرے، جس کی ضلالت و گمراہی پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ بلکہ ذاکر نائک جیسے ڈاکٹر کی تقلید کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا جس کے پاس نہ شریعت کا خاص علم ہے اور نہ عملی زندگی میں اس کا کوئی اثر۔ اپنی فلسفیانہ موشگافیوں سے لوگوں کو صرف اپنا شکار بناتا ہے۔

اہل حدیث کا فتنہ، ترک تقلید اور عمل بالحدیث کے فریب لبادہ میں بہت خطرناک فتنہ ہے؛ کیوں کہ سادہ لوح عوام کو حدیث رسول کا حوالہ دے کر انھیں بہکاتے ہیں کہ: تم ایسا کرتے ہو جب کہ حدیث میں یوں ہے۔ حدیث کا نام سن کر لوگوں کے اندر اضطراب اور تذبذب پیدا ہونے لگتا ہے، اور جو اپنے علما سے دور ہیں اور اپنے کو روشن خیال سمجھتے ہیں وہ ان کے دام تزویر کے مکمل شکار ہوجاتے ہیں۔

جب کہ اہل حدیث کے عمل بالحدیث (حدیث پر عمل) کا حال کیا ہے؟ تفصیلی جائزہ کا موقع نہیں۔ صرف اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ اہل حدیث ۱۰/۱۱/۱۲ر اور ۱۳ر ذی الحجہ ۴ر دن قربانی کے ایام مانتے ہیں اور حنفی عوام کو ۳ر دن قربانی پر لعن طعن کرتے ہیں کہ تم لوگ

حدیث کی خلاف ورزی کرتے ہو؛ کیوں کہ حدیث میں ۴؍دن قربانی کا ذکر ہے۔لیکن اہل علم جب ان کی پیش کردہ حدیثوں کو تحقیق کے معیار پر جانچتے ہیں تو اہل حدیث ہی کے اصول وضوابط کی روشنی میں حدیثیں قابل استدلال نہیں ٹھہرتیں۔

چناں چہ رفیق گرامی فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد سلمان رضا صاحب ازہری مدفیضہ استاذ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی نے ''**چار دن قربانی: ایک تجزیاتی مطالعہ**'' نامی رسالہ میں داد تحقیق دیتے ہوئے اہل حدیث کے عمل بالحدیث کے دعوی کی حقیقت عیاں کر دی ہے۔

یہاں مذکورہ رسالہ پر ایک مختصر تبصرہ پیش ہے جس سے جہاں ایک طرف فاضل مرتب کی جدوجہد، کدو کاوش اور علوم حدیث میں گہری واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف اہل حدیث کے دعوی عمل بالحدیث کا دعوی بلا دلیل ہونا بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

ہر مسئلہ میں بخاری و مسلم یا صحاح ستہ سے حدیث مانگنے والے اہل حدیث کی سب سے قوی دلیل حدیثِ جبیر بن مطعم ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔جس کی تخریج کرتے ہوئے فاضل مرتب نے ۱۴؍سندیں ذکر کی ہیں، جن میں سے ۱۰؍سندیں متصل اور ۴؍سندیں منقطع ہیں، مگر ایک بھی سند نہ بخاری یا مسلم کی ہے نہ بقیہ صحاح ستہ کی۔ان ۱۴؍سندوں میں سے تیرہ میں '' أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ '' کا جملہ ان اہل حدیث کا مستدل ہے، مگر فاضل مرتب نے اصول حدیث اور اصول جرح و تعدیل کی روشنی میں ان تمام اسناد پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے حدیث جبیر بن مطعم کی حیثیت واضح کی ہے، نیز جلیل الشان ائمہ محدثین کے اقوال کی روشنی میں '' أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ '' کا شاذ ہونا ثابت کیا ہے۔اور اصول حدیث کا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ''محفوظ'' کے مقابلہ میں ''شاذ'' نا قابل استدلال ہے۔

اس کی تائید میں حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی روایتیں ذکر کی ہیں، جن میں مذکورہ جملہ کے علاوہ متن حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے۔اوران میں بعض روایتیں سنن ابوداود کی ہیں جو صحاح ستہ سے ہے۔

حدیث جبیر بن مطعم کے علاوہ حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیثوں سے بھی ۴؍دن قربانی کا ثبوت ملتا ہےتو فاضل موصوف نے ان حدیثوں کی تخریج کے بعد رُواۃ حدیث پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں گفتگو کرتے ہوئے اول کا موضوع اور بقیہ کا ضعیف ہونا ثابت کیا ہے۔اور ظاہر ہے کہ موضوع تو واجب الرد اور ضعیف بھی احکام میں نا قابل اعتبار ہے۔

اس طرح فاضل مولف نے واضح کردیا کہ اہل سنت وجماعت سے فضائل ومناقب میں حدیث صحیح کا مطالبہ کرنے والے اہل حدیث قربانی جیسی عبادت میں ''ضعیف'' کا دامن تھامے ہوئے ہیں اوراس پر سینہ زوری کہ حدیث کی مخالفت کررہے ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ قربانی کے ایام میں تین اور چار دنوں کا اختلاف عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے کہ بہت سے صحابہ جن میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم ،خلیفہ رابع مولائے کائنات حضرت علی مرتضی، حضرت عبداللہ بن عمر ،حضرت عبداللہ بن عباس ،حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم ہیں، تین دن قربانی کے قائل ہیں،اور یوں ہی بہت سے تابعین حضرات بھی۔اور بعض صحابہ کرام اور تابعین حضرات ۴؍دن قربانی جائز مانتے ہیں۔ائمہ مجتہدین میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ،حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد

بن حنبل علیہم الرحمہ کا مذہب ۳؍دن قربانی کا ہے اور امام شافعی علیہ الرحمہ ۴؍دن قربانی کا مذہب رکھتے ہیں۔

لیکن موجودہ دور کے غیر مقلدین (اہل حدیث) کی طرح کبھی کسی نے دوسرے پر مخالفت حدیث کا الزام نہیں لگایا، نہ دوسرے پر لعن طعن کیا۔ ہر امام کے ماننے والے اپنے امام کے مذہب کے مطابق عمل کرتے رہے، مگر اپنے کو اہل حدیث کہنے والے ائمہ مجتہدین کو بھی بُرا بھلا کہتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کو جا بجا مخالفت حدیث کا الزام دیتے ہوئے لعن طعن کرتے ہیں، جس کی مثال اہل حق میں کبھی نہیں ملتی۔

اس رسالہ کا مقصود مطلقاً چار دن قربانی کو غلط ٹھہرانا نہیں بلکہ اُن مدعیان خام کار کو آئینہ دِکھانا ہے اور مقلدین ائمہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگانے والوں کو بتانا ہے کہ عمل بالحدیث میں تم کتنے ضعیف ہو۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ بزم آرائیاں ہوتیں
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اہل حدیث کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد فاضل مرتب نے ائمہ ثلاثہ کے مذہب کی تائید والی مرفوع حدیثوں کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ وحضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ذکر کیے ہیں جو مرفوع کے حکم میں ہیں، کیوں کہ عبادت کی توقیت ایسا امر ہے جس میں عقل ورائے کو دخل نہیں۔ ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول آپ بھی ملاحظہ کرلیں کہ آپ نے فرمایا: ”**النحر ثلاثة ایام افضلها اولها**“۔ کہ قربانی تین دن ہے، اُن میں افضل پہلا دن ہے۔ (رسالہ مؤلف)

تین دن قربانی کی ایک وجہ ترجیح یہ ہے کہ اس کے بارے میں جن صحابہ وتابعین سے حدیثیں مروی ہیں وہ چار دن والے راویوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔شیخ محمد بن علی سائس ''تفسیرات آیات احکام'' میں تین دن قربانی والے مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں:'' **ولعل المذهب الأول أرجح لأن بقية الأقوال لم ينقل مايؤيدها عمن يساوى أولئك الصحابة والتابعين''.**

پھر قربانی ایک عبادت ہے جس کے لیے شریعت نے وقت مقرر فرمایا ہے۔اس سے ہٹ کر نہیں ہوسکتی۔اس وقت کے سلسلہ میں روایات مختلف ہیں کہ تین دن ہیں یا چار دن؟ تو تین میں شک نہیں، چار میں شک ہے،اور عبادت کی توقیت میں احوط یہی ہے کہ یقین پر عمل کیا جائے۔اِسی لیے ائمہ ثلاثہ نے تین کو اختیار کیا۔فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' میں ہے:''**وفی الاخبار تعارض فأخذنا المتيقن ،وهو الاقل**''۔

خلاصہ یہ کہ فاضل مؤلف حضرت علامہ مولانا محمد سلمان رضا صاحب ازہری نے علوم حدیث میں اپنی غواصی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسئلہ پر ہر پہلو سے تحقیقی بحث فرمائی ہے۔اس کتاب کے ذریعہ بھی حضرت مولف کی فنون حدیث میں وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے،جیسے اس سلسلہ میں ''حدیث صحیحہ کی تحقیق''اور''**زاد النبیل فی اصول الجرح والتعدیل**''مؤلف کی علوم حدیث میں مہارت پر شاہد عدل ہیں۔

مؤلف موصوف ملک کی عظیم دینی درس گاہ ''الجامعۃ الاسلامیہ'' روناہی فیض آباد کے ایک موقر استاد ہیں،ساتھ ہی ساتھ ماہنامہ ''الجامعہ'' روناہی کے چیف ایڈیٹر بھی۔تحریر وتالیف کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں۔مولاے کریم اپنے محبوب اعظم حضور نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ،موصوف کے علم وعمل اور زورِقلم میں برکتیں عطا فرمائے اور اُن کے اس رسالہ کوان کے لیے ذخیرۂ آخرت اورلوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔آمین۔ وصلـــی الله علی خیر خلقه محمد و آله وصحبه اجمعین،والحمدلله رب العٰلمین.

محمد رضوان قادری

استاد مدرسہ نثار العلوم،شہزاد پور،اکبر پور،امبیڈکر نگر یو پی

﴿مقدمہ﴾

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ !

اِس دورِ پُرفتن میں بہت سے فرقے متحرک وفعال نظر آتے ہیں۔اور اپنی فتنہ سامانیوں سے سماج میں ہیجانی کیفیت پیدا کیے ہوئے ہیں۔اُنھیں فتنوں میں سے ایک خطرناک فتنہ" **غیر مقلدین**" کا ہے، جو قرآن وحدیث کا نام لے کر امت مسلمہ کو نت نئی آزمائش سے دوچار کرتے رہتے ہیں۔ائمہ اربعہ کی تقلید سے بے زار کر کے ہوائے نفس کے مطابق احادیث نبویہ [عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ] سے مسائل کے استنباط کے لیے عوام کالانعام کو جری و بے باک بنارہے ہیں۔حیرت واستعجاب کی انتہا اُس وقت نہیں رہتی ہے جب یہ سنا جاتا ہے کہ کسی سنی بریلوی کو ورغلاتے ہوئے کسی دہقانی غیر مقلد نے کہا کہ:"**حدیث میں چار دن قربانی کو جائز بتایا گیا ہے،اور آپ کے امام تین ہی دن قربانی کو جائز کہتے ہیں۔اب آپ بتایئے ! کہ: حدیثِ رسول پر عمل کریں گے یا اپنے امام کے قول پر؟ جنھوں نے حدیث کی مخالفت کی ہے**"۔[اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ]

غیر مقلدین اپنے مقلدین کو یہی باور کراتے ہیں کہ: ہم ہی لوگ حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔اور بقیہ مسلمان تو اپنے اپنے اماموں کے مقابل حدیث کو بھی ترک کر دیتے ہیں،اور اگر کبھی کوئی مسئلہ حدیث کے مطابق ہوا بھی تو وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے؛ کیوں کہ اُن لوگوں کو صحیح حدیث اور سقیم حدیث کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔چناں چہ ایام قربانی کے بارے میں بھی غیر مقلدین اپنے ماننے والوں کو یہی ذہن دیتے ہیں کہ:" **چار دن**

قربانی کا ثبوت حدیث صحیح سے ہے۔اِس کے باوجود ائمہ کے مقلدین اِسے تین دن میں ہی منحصر کردیتے ہیں،اور چوتھے روز قربانی کو ناجائز کہہ کر حدیث صحیح کی مخالفت کرتے ہیں"۔

زیرِ مطالعہ مضمون بعض احباب کی خواہش کے احترام کا نتیجہ ہے۔جو اولاً ماہنامہ **"الجامعہ"** رونا ہی کے لیے معرض وجود میں آیا۔پھر خیال آیا کہ کیوں نہ اِسے کتابی شکل دیدی جائے، چناں چہ راقم الحروف نے اپنے رفقائے کار سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا تو اُنھوں نے ملت کی ہم دردی کے جذبات سے سرشار ہوکر نہ صرف میرے خیال کی پُر زور حمایت وتائید کی بلکہ کسی نے کمپوزنگ کی ذمہ داری اپنے سر لے لی،اور کسی نے پروف ریڈنگ جیسی سنگ لاخ وادی سے گزرنے کے لیے کمر ہمت کس لیا۔اور اِس طرح اُنھوں نے اِس بے مقدار کو اِس کی تہذیب وتزئین اور ترتیب جدید پر عزم محکم کے ساتھ آمادہ کرلیا۔

اِس رسالہ میں غیر مقلدین کے مستند ومعتمد محدثین کے چند فتاوے درج کر دِیے گے ہیں،تا کہ ہمارے کسی قاری کے ذہن میں یہ شک وشبہہ نہ جنم لے کہ ہوسکتا ہے کہ:مضمون نگار نے غیر مقلدین پر بے جا الزام تراشی کی ہو،اور حقیقت سے اِس کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے کسی غیر مقلد کو اُسی کی زبان میں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے اور اُس کو سمجھائے کہ:"حضور اکرم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے چار دن قربانی کی ہے اور نہ ہی آپ کے خلفائے راشدین ودیگر صحابہ کرام [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہُم] میں سے کسی نے کی ہے۔اگر چار دن قربانی کرنا جائز ہوتا تو یہ حضرات اپنی حیات مبارکہ میں کم از کم ایک بار بیانِ جواز ہی کے لیے چوتھے روز قربانی ضرور کرتے،مگر اُن میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں ہے کہ کسی نے ۱۳/ذوالحجہ کو یعنی چوتھے دن قربانی

کی ہو۔اِس کے باوجود آپ لوگ تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں''۔اتنا سمجھانے کے بعد ہوسکتا ہے کہ وہ اِس کو سن کرانکار کر بیٹھے کہ: ''نہیں، ایسا نہیں ہے۔ہم لوگ تو سلف صالحین کے طریقے پر چل رہے ہیں، اور یہ ہماری جانب غلط طریقے سے منسوب کردیا گیا ہے''۔ایسے موقع پر آپ اُسے اُس کے علما کے فتاوے دِکھا کر مطمئن کرسکتے ہیں کہ: مضمون نگار نے اِس میں الزام تراشی ہرگز نہیں کی ہے۔

غیر مقلدین چار دن قربانی کے جواز پر حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، جس میں ایک جملہ '' أَیَّامُ التَشْرِیْقِ کُلُهَا ذَبْحٌ '' ہے۔ اُسی سے دلیل پکڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ جتنے دن تشریق کے ہیں اُتنے دن قربانی جائز ہے۔ اور چوں کہ تیرہ ذوالحجہ ایام تشریق میں شامل ہے لہذا اُس دن بھی قربانی کرنا جائز ہے۔

اِس کتاب میں حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] کی روایت کو چودہ سندوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔اور پھر راویانِ حدیث کے حالات کا دِقّتِ نظر اور غیر جانب دار ہوکر جائزہ لیا گیا ہے۔اور ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال کو جمع کرکے اصول وضوابط کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ کون راوی ثقہ ہے اور کون ضعیف؟ کس کی روایت قابل احتجاج ہے اور کس کی لائق تردید؟

حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] کی بعض سندوں میں انقطاع ہے اور بعض دیگر جو متصل ہیں اُن میں کہیں کوئی راوی مجہول آگیا ہے تو کہیں کسی راوی ضعیف پر اُس کا دارومدار ہے۔اور پھر اُس ضعیف راوی کی مخالفت بھی ثابت ہوگئی ہے۔اِس طرح حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] کی جتنی سندیں ہیں سب ضعیف ہیں، اور جمہور محدثین کے

اصول کے مطابق کوئی سند قابل قبول ہے ہی نہیں۔ خود غیر مقلدین کے اصول بھی اُسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اور اگر مجموع طرق کا حوالہ دے کر یہ کہا جائے کہ: ''اس حدیث کی متعدد سندیں بہم قوت حاصل کر کے قابل احتجاج ہوگئی ہیں، تو اُس کے جواب کے لیے حافظ ابن حجر عسقلانی کا ارشاد نقل کیا گیا ہے، جس میں اُنھوں نے صراحت کردی ہے کہ: ''**أَيَّامُ التَشْرِيْقِ كُلُهَا ذَبْحٌ**'' غیر محفوظ ہے۔ یعنی شاذ ہے۔ بلفظ دیگر یہ کلمہ کسی راوی کی غلطی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اور راقم الحروف کے نزدیک بھی یہی راجح ہے؛ کیوں کہ اِس حدیث کے مرکزی راوی ''**سلیمان بن موسیٰ**'' ہیں، جو اگرچہ ثقہ ہیں تاہم عمر کے آخری ایام میں اختلاط کے شکار ہوگئے تھے، اور ایسا ہی حال ایک دوسرے راوی ''**سعید بن عبدالعزیز**'' کا بھی ہے۔ علاوہ ازیں اِس کی ہر سند میں کوئی نہ کوئی ضعیف راوی موجود ہے، جس کی ائمہ حدیث نے سخت تجریح وتضعیف کی ہے۔

اس شبہہ کو تائید وتقویت اس بات سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنه] کی روایت کی طرح دوسرے چند صحابہ کرام [رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُمْ أَجْمَعِين] نے بھی روایت کی ہے، مگر کسی نے بھی '' **أَيَّامُ التَشْرِيْقِ كُلُهَا ذَبْحٌ** ''، نہیں ذکر کیا ہے۔ اور خود حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنه] کی بعض سندوں کے ساتھ اس جملہ کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ '' **أَيَّامُ التَشْرِيْقِ كُلُهَا ذَبْحٌ** ''کسی راوی کی خطا کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ: ''**غیر مقلدین راوی مختلط کی حدیث کو ضعیف کہہ کر یکلخت رد کر دیتے ہیں**'' اور اس کی وضاحت کے طور پر ناصر الدین البانی کا قول نقل کیا گیا

ہے، جس نے راوی مختلط کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہا ہے، اور بطور مثال اُسی حدیث کو حوالہ قرطاس کیا گیا ہے، جس کو البانی نے **"سعید بن عبد العزیز"** یا **"سلیمان بن موسیٰ"** کے باعث ضعیف گردانا ہے۔ تاکہ غیر مقلدین کی انصاف پسندی کا امتحان بھی ہو جائے۔ اگر اُن کے پاس تضعیف یا تصحیح حدیث کا دوہرا معیار نہیں ہے اور وہ اِس میں یکساں اصول کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ عامل بھی ہیں، تو دیانت وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ: **"سعید بن عبد العزیز"** اور **"سلیمان بن موسیٰ"** کی روایت ضعیف ہی رہے خواہ وہ غیر مقلدین کی مستدل بنے یا پھر مقلدین اس سے استدلال کریں۔

حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنُہ] کی سند منقطع کو **"عبد الرحمٰن بن ابی حسین"** نے متصل کر دیا ہے اسی لیے غیر مقلدین نے "ابن ابی حسین" کو ثقہ ثابت کرنے کے لیے اپنے اصولوں کا بھی خون کر ڈالا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ: "ابن ابی حسین" اصولی طور پر مجہول العین راوی ہیں۔ اور ابن حبان نے اپنے منہج منفرد کے مطابق اُن کو اپنی کتاب "الثقات" میں ذکر کر دیا ہے۔ اور غیر مقلدین بھی ابن حبان کی تنہا توثیق کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے ہیں، بالخصوص جب ان کا خصم ابن حبان کی توثیق کو معیار بنا کر کسی راوی کی ثقاہت پر استدلال کر رہا ہو، تب یہ لوگ زمین اپنے سروں پر اٹھا لیتے اور شور وغوغہ برپا کر دیتے ہیں کہ: **"ابن حبان متساہل ہیں، جمہور محدثین کی رائے سے جدا رائے رکھتے ہیں لہٰذا قابل قبول نہیں ہیں"**۔ مگر حدیث جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنُہ] میں انھوں نے اپنے اس اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ابن حبان کی توثیق پر جی جان سے عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں بلکہ عمل کر رہے ہیں۔ راقم الحروف نے ناصر الدین البانی کا قول ذکر کر کے غیر مقلدین کو ان کا بھولا سبق یاد دِلایا ہے۔ اور ان کی

تلوّن مزاجی پر قدغن لگانے کی جدوجہد کی ہے۔

غیر مقلدین چار دن قربانی کے جواز پر حضرت ابو سعید خدری[رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ] کی روایت کا بھی سہارا لے سکتے ہیں۔ اِس لیے اُس کی سندی حیثیت واضح کردی گئی ہے۔ اور امام الجرح والتعدیل، ماہر علل قادحہ حضرت امام ابو حاتم رازی کا فیصلہ بھی درج کردیا گیا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا ہے کہ: **''وہ موضوع ہے، گڑھی ہوئی چیز ہے''**۔

ایسے ہی حدیثِ ابو ہریرہ، وابن عباس[رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمْ] پر بھی خوب اِتراتے ہیں، مگر بحمدہ تعالیٰ اِس کتاب میں دونوں سندوں پر کلام کر کے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کردیا گیا ہے کہ: **''دونوں روایتیں قابل قبول نہیں ہیں''**۔ بلکہ اُن کے مقابل اُنھیں دونوں بزرگوں کی روایات سندِ صحیح سے مروی ہیں، جن سے خوب خوب عیاں ہوتا ہے کہ: **''قربانی صرف تین دن جائز ہے''**۔ اُن روایتوں کو ذکر کر کے اُن پر ابن حزم کے بے تکے کلام کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل[رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمْ] کے مذہب کی تائید میں متعدد احادیث صحیحہ پیش کی گئی ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ چہارم، باب مدینۃ العلم، حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حبر الامۃ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ ذِکر کیے گئے ہیں، جو درحقیقت حدیث مرفوع کا حکم رکھتے ہیں؛ کیوں کہ عملِ موقت کے لیے وقت کی تحدید وتعیین سماع پر موقوف ہوا کرتی ہے، اس میں قیاس ورائے کا کوئی عمل دخل نہیں

ہوتا ہے۔اور صحابی کا وہ قول جو قیاس اور اجتہاد سے خالی ہو وہ حکما مرفوع ہوا کرتا ہے۔ اور اُن اقوال کے اسانید پر ابن حزم ظاہری کے جو شکوک وشبہات یا اوہام وخرافات تھے اُن کو دلائل وبراہین کے ذریعہ ہباءً منثورا بنایا گیا ہے۔اور پھر اِس حقیقت کے رخ سے نقاب اُٹھ گیا ہے کہ:

”قربانی صرف تین ہی دن جائز ہے“۔

آخیر میں استاذ گرامی جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، حضرت علامہ، مفتی **شبیر حسن رضوی** صاحب قبلہ [دامت برکاتهم القدسیہ] شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا الجامعۃ الاسلامیہ، قصبہ رونا ہی، ضلع فیض آباد، یوپی [انڈیا] اور شیخ کریم، غزالی دوراں، صاحب فکر رفیع ،حضرت علامہ مولانا **وصی احمد وسیم صدیقی** صاحب قبلہ [مدظلہ العالی] سابق نائب صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی، فیض آباد کی عالی مرتبت بارگاہوں میں نذر عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اپنے اِس ادنی درجہ کے شاگرد کے لیے بھی بھاری بھرکم جملے استعمال کیے۔مولائے قدیر اُن کے سایہ کرم کو ہم پر اور امت مسلمہ پر تا دیر قائم ودائم رکھے۔[آمین]

بڑی ناشکری ہوگی اگر میں اپنے رفیق گرامی وقار، عالم نبیل، فاضل جلیل، شہنشاہ افہام وتفہیم، ماہر علوم مشرقیہ، حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد رضوان قادری** جامعی مصباحی ازہری صاحب بانی ومہتمم مدرسہ وارث العلوم موئی، فیض آباد، واستاذ مدرسہ نثار العلوم شہزاد پورا مبیڈکرنگر کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش نہ کروں جنھوں نے ہماری اس کاوش کا بنظر عمیق مطالعہ کیا اور بعض مقام پر مناسب وکارآمد مشوروں سے نوازنے کے ساتھ اس کو خوب خوب سراہا اور اس پر گراں قدر تاثر بھی تحریر فرمایا۔ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرتا ہوں اُن سبھی حضرات کا جنھوں نے اِس راہ

میں کسی بھی جہت سے میرا تعاون کیا اور میرا حوصلہ بڑھایا، بالخصوص محبّ گرامی حضرت مولانا مفتی **عقیل احمد قادری** مصباحی امجدی و محبّ محترم حضرت مولانا مفتی **نصرالدین** جامعی مصباحی [استاذان الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد، یوپی] کا بے حد شکرگزار ہوں کہ اُنھوں نے اہم ذمہ داریاں سنبھال کر میرا بوجھ ہلکا کر دیا جب کہ ہجوم کار اُن کا پیچھا کیے رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] کے صدقہ وطفیل اِس حقیر عمل کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنا دے۔ [آمین بجاہ حبیبه سید الکونین علیه أفضل التحیات وأكمل التسلیمات]۔

ابوحمزہ

محمد سلمان رضا خان حنفی قادری جامعی ازہری

استاذ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد یوپی، انڈیا

﴿حرف آغاز﴾

مخصوص دنوں میں قربت وعبادت کی نیت سے خاص جانوروں کو ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ اِس کی مشروعیت سن دو ہجری میں ہوئی ہے، اور اس کا ثبوت قرآن حکیم، حدیث نبوی اور اجماع سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾[۱]

ترجمہ: تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾[۲]

ترجمہ: اور قربانی کے ڈیل دار جانور اور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

﴿ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ ،أَقْرَنَيْنِ،ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ،سَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا ، ﴾[۳]

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو خوب صورت، سینگ دار دُنبہ کی قربانی کی، اور اپنے دست مبارک سے دونوں کو ذبح فرمایا اور تسمیہ وتکبیر کہا اور اپنا قدم مبارک اُن کی گردن پر رکھا۔

قربانی کی مشروعیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

قربانی اسلامی شعائر سے ہے،اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے حد پسندیدہ ہے، یہاں تک کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نحر کے دن [یعنی دسویں ذی الحجہ کے روز] ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے [یعنی قربانی کرنے] سے زیادہ پیارا نہیں۔ [۴]

ایامِ قربانی کی تحدید میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ،امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک قربانی کا وقت ۱۰،۱۱،۱۲/ذی الحجہ ہے۔یعنی صرف تین دن قربانی کر سکتے ہیں۔اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ان ائمہ ثلاثہ سے اختلاف رائے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ۱۳/ذی الحجہ کو بھی قربانی کرنا جائز ہے۔یعنی اُن کے نزدیک چار دن قربانی کر سکتے ہیں۔

برصغیر ہندو پاک میں اکثریت فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں کی ہے،اور اقل قلیل فقہ شافعی کے پیروکاروں کی بھی ہے،مگر شوافع حضرات کی جانب سے ائمہ ثلاثہ [امام اعظم ابوحنیفہ،امام مالک اور مام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم] کی تردید اشتہار، پمفلٹ وغیرہ کی شکل میں نہیں دیکھی گئی البتہ تقلید مخالف فرقہ چار دن قربانی کے جائز ہونے کا نہ صرف قول کر رہا ہے بل کہ اس کی مشروعیت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا ہے۔حد تو یہ ہے کہ بعض ہٹ دھرم اور ناعاقبت اندیش لوگ گھر پر قربانی کا جانور ہوتے ہوئے ۱۰/ذی الحجہ کو قربانی نہ کر کے ۱۳/ذی الحجہ کو کرتے ہیں،اور اِس پر بلند بانگ دعوی یہ کرتے ہیں کہ:''ہم اہل حدیث ہیں،ہمارا عمل حدیث کے موافق ہے،اور حدیث میں ۱۳/ذی الحجہ کو قربانی کرنے کی اجازت دی گئی ہے''

۔اِس طرح یہ فرقہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں گرفتار کررہا ہے،اور عمل بالحدیث کا پُرکشش اور پُرفریب نعرہ بلند کرکے بھولے بھالے مسلمانوں کا عمل اکارت کررہا ہے ،اِس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اُن روایات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے ،جن سے اہل حدیث یعنی غیرمقلدین استدلال کرتے ہیں، تاکہ حقیقت کے رخ سے نقاب کشائی ہوسکے، کہ حدیثِ مستدَل بہ سے احتجاج واستنباط کرنا خود اُن کے اصول وقواعد کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ لیکن پہلے اُن کے چند فتاوی ملاحظہ فرمائیں:

﴿فتوی:(۱)چار دن قربانی کرنا جائز﴾

سوال: قربانی ذوالحجہ کے کتنے دنوں تک کی جاسکتی ہے؟ کیا تیرہ ذوالحجہ قربانی کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حج کے دینی ودنیوی فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایاہے:''تا کہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں اُن کے لیے رکھے گیے ہیں ۔اور چند مقررہ دنوں میں اُن جانوروں پراللہ کا نام لیں جو اُس نے انھیں بخشے ہیں''۔(۲۲/الحج:۲۸)

اِس مقام پراللہ کا نام لینے سے مراد اُنھیں اُس کے نام پر ذبح کرنا ہے ۔ایام معلومات (چند مقررہ دنوں) سے مراد کون سے دن ہیں؟اِس میں اختلاف ہے۔ بالعموم اِس کے متعلق دو آراء ہیں۔

(۱)اِس سے مراد یوم النحر یعنی ۱۰/ذوالحجہ اور اُس کے بعد تین دن ہیں ۔اِس کی تائید میں ابن عباس،ابن عمر،ابراہیم نخعی،حسن بصری،اور عطا کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں ۔امام شافعی اور امام احمد کا بھی ایک قول نقل کیا جاتا ہے۔

(۲) اِس سے مراد صرف تین دن ہیں۔یعنی یوم النحر اور دو دِن اُس کے بعد۔ اِس کی تائید میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] اور سعید بن مسیّب کے اقوال بیان کیے جاتے ہیں۔

ہمارے نزدیک پہلا قول یعنی یوم النحر اور ایام التشریق یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ دن تک قربانی ہو سکتی ہے۔رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے خود تو دسویں ذوالحجہ کو قربانی فرمائی ہے۔البتہ جواز کی حد تک ۱۱،۱۲،۱۳/ دن برابر ہیں۔ تیرہ تاریخ کے لیے کوئی الگ حکم نہیں آیا ہے۔جب یہ آخری دن احکام حج میں دوسرے ایام کے برابر ہے تو قربانی کے لیے بلا وجہ اسے الگ کیوں کیا جائے؟ چناں چہ اِس موقف کی تائید میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''منی میں ہر جگہ قربانی کی جاسکتی ہے، اور ایام تشریق کے تمام ذبح کے دن ہیں''۔[۵]

اِس روایت میں اگر چہ انقطاع ہے تاہم مجموع طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس حدیث کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے۔ائمہ حدیث میں سے اکثر کا رجحان اِسی طرف ہے۔تفصیل کے لیے ''نیل الاوطار''، ''زاد المعاد'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

ضــروری نوٹ: قربانی کے افضل دن یوم النحر دسویں ذوالحجہ ہے، بلا وجہ اس دن سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔آخری دن قربانی کرنا مردہ سنت کو زندہ کرنا نہیں، جیسا کہ ہمارے ہاں اکثر یہ ہوتا ہے۔[٦]

﴿تبصرہ حنفی﴾

اولاً: غیر مقلد مفتی نے **''ایام معلومات''** کی تفسیر میں دو رائے پیش کی۔

ایک یہ کہ: ایام معلومات سے مراد دس ذوالحجہ اور اُس کے بعد کے تین دن یعنی گیارہ، بارہ ،اور تیرہ ذوالحجہ ہیں۔ اِس کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عباس ،حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابراہیم نخعی ،حضرت حسن بصری، حضرت عطا، حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا قول نقل کیا جاتا ہے۔

اور دوسری یہ کہ ''ایام معلومات'' سے صرف تین دن مراد ہیں، یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ر ذوالحجہ۔ اِس کی تائید میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ اور حضرت سعید بن مسیّب کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

مگر تماشہ یہ ہے کہ چار دن قربانی کے جواز والی رائے کو ترجیح دینا تھا اِس لیے اُس کے مؤیدین میں امام شافعی اور امام احمد کا بھی ذکر کیا اور جسے بزعم خویش مرجوح قرار دینا تھا اُس میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ رائے دوم کے قائل امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام دارالہجرۃ امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

ثانیاً: یہ ہے کہ غیر مقلد مفتی کو چاہیے تھا کہ وہ دوسری رائے کو ترجیح دیتے؛ کیوں کہ اُس کے قائلین میں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام مبارک شامل ہے، اور یہ دونوں بزرگ خلفاے راشدین میں سے ہیں، جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

'' عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الخُلُفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ المَھْدِیِّیْنَ ''۔[۷]

یعنی تم میری اور میرے خلفاے راشدین کی سنت کو لازم پکڑلو۔

ثالثاً: غیر مقلدین ''قیاس'' کو بہت بُرا سمجھتے ہیں، اُس کی مذمت میں کتابیں لکھتے ہیں، اور قیاس کرنے والے علما کو اپنی تنقید بہ تنقیص کا نشانہ بناتے ہیں، مگر یہاں پر خود قیاس کرتے ہوئے نہیں شرمائے۔ چناں چہ تحریر کیا'' تیرہ تاریخ کے لیے کوئی الگ حکم نہیں آیا ہے۔ جب یہ آخری دن احکام حج میں دوسرے ایام کے برابر ہے تو قربانی کے لیے بلاوجہ اسے الگ کیوں کیا جائے؟''۔

رابعاً: جناب نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں انقطاع کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ: **''تاہم مجموع طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس حدیث کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے''**۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا محض کچھ حقیقت ہونے ہی کی بنیاد پر اُس سے کسی مسئلہ کا استنباط کر لیا جائے گا یا اس کے ساتھ کچھ اور شرط وقید بھی ہے؟ علمائے احناف جب کسی مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے کوئی حدیث پیش کرتے ہیں تو آپ کی جانب سے پُر زور مطالبہ ہوتا ہے کہ **''بخاری''** میں دِکھاؤ، ایسا لگتا ہے کہ احکام سے متعلق تمام احادیث کریمہ صرف **''بخاری شریف''** ہی میں ہیں۔ اِس سے کم پر آپ راضی نہیں ہوتے ہیں، اور اگر کچھ نرم گوشہ اختیار کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ''صحاح ستہ'' میں دِکھا دو۔ مگر جب اپنی انا کی بات آئی تو صرف '' کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے'' پر اکتفا کر لیا گیا۔ یہ دوہرا معیار کیوں؟؟؟؟

خامساً: غیر مقلدین کے یہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قربانی کا جانور موجود ہوتا ہے اس کے باوجود وہ تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں، اور اسے احیائے سنت کا نام دیتے ہیں ۔ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بار بھی تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کرنا ثابت نہیں کر پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ''مفتی صاحب'' نے **''ضروری نوٹ''** لگا دی۔

اس فتویٰ میں تو چار ہی دن قربانی کے جائز ہونے کا قول کیا گیا ہے، مگر اِسی گروہ کے

ایک دوسرے مفتی ہیں جو دس ذوالحجہ سے لے کر تیس ذوالحجہ تک قربانی کے جائز ہونے کا فتوی دے رہی ہیں۔ چناں چہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿فتوی:(۲)دس سے تیس ذوالحجہ تک قربانی جائز﴾

توضیح: ایام قربانی کے متعلق علما کے چار قول ہیں:

اول: صرف دس ذوالحجہ۔

دوم: ۱۰، ۱۱، ۱۲/ ذوالحجہ۔

سوم: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ ذوالحجہ۔

چہارم: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ آخر ماہ تک۔

یعنی ۱۰/ سے ۳۰/ ذی الحجہ تک۔ جیسا کہ سہسوانی مرحوم کے فتوی میں ہے۔ لیکن یہ اقوال کسی مجبوری کی بنا پر ہیں۔ ورنہ قربانی صرف ۱۰/ ذی الحجہ کو افضل ہے باقی جواز ہے۔ [۸]

﴿تبصرہ حنفی﴾

اِس مفتی نے تو کمال ہی کر دیا۔ وہ یہ کہ دس ذوالحجہ سے تیس ذوالحجہ تک قربانی کرنا جائز کہہ دیا اور دلیل میں کوئی ایک بھی حدیث نہیں پیش کی، نہ صحیح،، نہ ضعیف اور نہ ہی موضوع۔ کیا اِسی کو عمل بالحدیث کہا جاتا ہے؟؟؟؟

﴿فتوی:(۳)بھینس کی قربانی﴾

سوال: بھینسا قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن مجید پارہ: ۸، رکوع: ۴/ میں: ”بهيمة الانعام“ کی چار قسمیں بیان

کی گئی ہیں ۔دنبہ، بکری، اونٹ، گائے۔بھینس ان چار میں نہیں ۔اورقربانی کے متعلق حکم ہے۔بہیمۃ الانعام سے ہو۔اس بنا پر بھینس کی قربانی جائزنہیں۔ [۹]

﴿تبصرہ حنفی﴾

حافظ عبداللہ محدث روپڑی بھینس کی قربانی کے جواز وعدم جواز کے سلسلہ میں روپڑے اور کہا کہ ''بہیمۃ الانعام'' سے بھینس نہیں، لہذا اُس کی قربانی بھی جائزنہیں ہے۔مگراسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے اہل حدیث مفتی نے کیا فتوی دیا؟ آپ بھی ملاحظہ کیجیے، اور غیرمقلدین کا باہم دست وگریباں ہونا دیکھیے۔

سوال: کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔چوں کہ بھینس اور گائے کا ایک ہی حکم ہے۔ [۱۰]

﴿تبصرہ حنفی﴾

غیرمقلد مفتی نے دعوی کیا کہ: بھینس اور گائے کا حکم ایک ہی ہے، مگر دلیل کے طور پر کوئی حدیث لانے سے قاصر رہے۔کہیں مقلدین کی کتابیں پڑھنے کی توفیق تو نہیں مل گئی تھی؟؟

محدث روپڑی بھینس کو''بہیمۃ الانعام'' سے ماننے کے لیے تیارنہیں، اور چار پیر والے کی قربانی کے جواز وعدم جواز میں الجھ کر رہ گئے، مگراُنھیں کے ہم فکر وخیال مولوی عبدالستار اہل حدیث نے دو پیر والے کی بھی قربانی جائز کہہ دی۔ملاحظہ کیجیے:

﴿فتوی:(۴)مرغ کی قربانی جائز﴾

سوال: معروض آنکہ زمانہ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے،اس وجہ امسال قربانی کا جانور پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوارا ہے۔بندہ نے سنا تھا کہ پہلے

کسی صحیفہ (اہل حدیث) میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمان نبوی ''الدین یسر'' اور فرمان الٰہی '' **ما جعل علیکم فی الدین من حرج**'' کے عموم کے تحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو تحقیق کرا دیں۔

جواب: شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔ [۱۱]

﴿تبصرہ حنفی﴾

مولوی عبدالستار اہل حدیث صاحب نے محدث عبداللہ روپڑی وغیرہ کی ساری پریشانی دور کردی، اور ایک عام ضابطہ دے دیا کہ: **''اہل حدیث کے لیے جس میں آسانی ہو اُسی کی قربانی کرسکتا ہے''**۔ ظاہر ہے کہ بکرا، اور مرغ وغیرہ خریدنا پڑتا مگر کچھوا، گوہ، وغیرہ شکار کرلیے جاتے ہیں، عام طور سے ان کو خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، شاید اہل حدیث میں آسانی پیدا کرنے کی خاطر ہی غیر مقلدین نے کچھوا، گوہ، وغیرہ کو حلال کہہ دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

☆ مباح ہے کھانا بجو کا۔[۱۲]

☆ ضب یعنی گوہ حلال ہے۔[۱۳]

☆ کچھوا حلال ہے۔[۱۴]

﴿فتوی:(۵) قربانی کا جانور خرید لینا قربانی ہے﴾

سوال: بکرا یا گائے قربانی کے لیے خرید لی اور وہ جانور کھو گیا، یا مرگیا، تو کیا کرنا چاہیے؟ بکرے کے عوض بکرا خریدے، یا گائے میں حصہ ڈالے، یا قربانی ہوگئی؟

جواب: قربانی ہوگئی، اُس کے عوض بکرا وغیرہ خریدنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں مزید ثواب کے لیے کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ [۱۵]

﴿تبصرہ حنفی﴾

کیا اِسی کو عمل بالحدیث کہتے ہیں کہ جو چاہو بکتے چلے جاؤ، اور دلیل کے نام پر ایک لفظ بھی نہ لکھو!!!!!!

قارئین کرام! یہ غیر مقلدین مفتیوں کے چند فتاوے حوالہ قرطاس کیے گئے، ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ اور حدیث سمجھنے کی صلاحیت کتنی ہے؟ اب اصل موضوع کی جانب رخ کرتے ہیں۔ غیر مقلدین نے چار دن قربانی کے جائز ہونے کو حضرت جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ] کی روایت سے ثابت کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے، جس کو امام احمد بن حنبل، امام بزار، امام ابن حبان، امام دارقطنی، امام طبرانی، امام ابن عدی، امام بیہقی، اور ابن حزم ظاہری نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ اِس لیے آیئے! اُس کی اسنادی حیثیت معلوم کی جائے تا کہ واضح ہو سکے کہ وہ قابل احتجاج ہے یا نہیں؟ اور ساتھ ہی ساتھ عمل بالحدیث کا راگ الاپنے والوں کی قلعی بھی کھل جائے۔ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

﴿حدیثِ جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ] کی چار سندوں کا ذکر﴾

(۱) امام احمد بن حنبل [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنَا أَبُوْ الْمُغِيْرَة قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْز قَالَ: حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسَى ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ عَرَفَات مَوْقِفٌ ، وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلَفَة مَوْقِفٌ وَ ارْفَعُوْا عَنْ مُحَسَّر ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنیٰ مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ". [۱٦]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے [یعنی میدان عرفات کے کسی بھی حصہ میں وقوف کرلیا تو اُس کا حج ہوگیا]، اور "عُرَنہ" [منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے،] میں وقوف نہ کرو، اور مزدلفہ پورا جائے قیام ہے، اور وادی محسرِّ [منیٰ اور مزدلفہ کے بیچ ایک وادی کا نام ہے] سے الگ رہو یعنی اُس میں قیام صحیح نہیں۔ اور منیٰ کا پورا میدان قربان گاہ ہے، اور تشریق کا ہر دن قربانی کا دن ہے۔

(۲) امام بیہقی شافعی [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ الرَازِیُّ الحَافِظُ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ زِيَادِ النَّيْسَابُوْرِیُّ ، ثَنَا أَبُوْ الْأَزْهَرِ، ثَنَا أَبُوْ الْمُغِيْرَةِ ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْز، حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسَى ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مِنیٰ مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ".

[۱۷]

ترجمہ: یعنی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا منیٰ جائے ذبح ہے، اور پورے ایام تشریق میں ذبح کرنا ہے۔

(۳) امام احمد بن حنبل [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو الیَمَانِ قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِیدُ بنُ عَبدِ العَزِیزِ قَالَ: عَن سُلَیمَانَ بنِ مُوسَی ، عَن جُبَیرِ بنِ مُطعِمٍ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ...... فَذَکَرَ مِثلَہُ وَقَالَ: وَکُلُّ أَیَّامِ التَّشرِیقِ ذَبحٌ ". [۱۸]

(٤) امام بیہقی شافعی [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ] فرماتے ہیں:

حَدَّ ثَنَا أَبُو بَکرٍ ، ثَنَا أَحمَدُ بنُ یُوسُفَ ،ثَنَا أَبُو الیَمَانِ ثَنَا سَعِیدُ بنُ عَبدِ العَزِیزِ- فَذَکَرَہُ بِمِثلِہِ - ھَذَا ھُوَ الصَّحِیحُ وَھُوَ مُرسَلٌ . [۱۹]

﴿تبصرہ حنفی﴾

پہلی اور دوسری حدیث میں امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی شافعی [رَحِمَھُمَا اللّٰہُ تَعَالیٰ] کی سند ''ابومغیرہ'' پر جا کر مل جاتی ہے۔ اور تیسری اور چوتھی حدیث میں دونوں حضرات ''ابوالیمان'' پر متفق ہوجاتے ہیں۔ بلفظ دیگر پہلی دو سندوں کے مرکزی راوی ''ابومغیرہ''، اور دوسری دو سندوں کے مدار رواۃ ''ابوالیمان'' ہیں۔ اِس لیے اِنھیں کے ذکر سے کلام کا آغاز کرتے ہیں:

﴿پہلی، دوسری سند کے مرکزی راوی ابومغیرہ ائمہ حدیث کی نگاہ میں﴾

ابومغیرۃ، عبدالقدوس بن حجاج، خولانی، حمصی

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:" هُوَ صَدُوْقٌ يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ "۔یعنی یہ سچے ہیں، اِن کی حدیث لکھی جائے گی۔

☆ امام نسائی نے فرمایا: " لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ "۔یعنی ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆امام دارقطنی نے فرمایا: " ثِقَةٌ "۔ یعنی یہ ثقہ ہیں۔

☆علامہ عجلی نے فرمایا:" ثِقَةٌ "۔ یعنی یہ ثقہ ہیں۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا:" ثِقَةٌ " ،یعنی یہ ثقہ ہیں۔

نیز فرمایا: "وَكَانَ مِنَ الثِّقَاتِ العُلَمَاءِ "،یعنی ثقہ عالموں میں سے ایک ہیں۔

نیز فرمایا: " اَلإمَامُ ، الْمُحَدِّثُ ، الصَّادِقُ ، مَسْنَدُ حِمْصَ ، أَبُو المُغِيرَةِ ...... " ۔یعنی امام، محدث، سچے، حمص کے مستند و معتمد ابو مغیرہ...... [۲۰]

﴿ایک شبہ اور اُس کا ازالہ﴾

درج بالا اقوالِ محدثین سے واضح ہوتا ہے کہ ابو مغیرہ ثقہ راوی ہیں۔البتہ بعض قارئین کے ذہن مبارک میں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب امام ابوحاتم رازی نے " هُوَ صَدُوْقٌ يُكْتَبُ حَدِيْثُه " اور امام نسائی نے " لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ "فرمایا تو پھر ابو مغیرہ کو ثقہ کا درجہ دینا کیسے روا ہو گیا ؟ جب کہ یہ کلمات راوی کے خفیف الضبط ہونے پر دال ہوتے ہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحاتم کا تعلق طبقہ متشددین سے ہے جو راوی کی دو چند غلطیاں بھی برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بہت سے راویوں کے بارے میں مذکورہ کلمہ استعمال کیا ہے مگر دوسرے محدثین نے ان راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔رہا امام نسائی کا قول تو اس کے سلسلہ میں متقدمین اور متاخرین کی مراد جداگانہ ہے، وہ یہ کہ جب متاخرین یہ کلمہ بولیں تو اس

کا مفہوم یہ ہوتا کہ متعلقہ راوی تام الضبط نہیں ہے لیکن اسی کلمہ کو جب متقدمین بولتے ہیں تو ''ثقہ'' کے معنی میں لیتے ہیں۔

﴿تیسری، چوتھی سند کے مرکزی راوی ابوالیمان محدثین کی نظر میں﴾

حکم بن نافع بہرانی، ابوالیمان، حمصی

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: ''نبیل ،ثقة،صدوق''۔

☆امام ابن عمار نے فرمایا: '' ثِقَةٌ ''۔

☆امام عجلی نے فرمایا:'' لابأس به''۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:'' ثقة ثبت''۔ [۲۱]

ارباب جرح وتعدیل کے اقوال سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ:''**ابوالیمان حمصی راوی ثقہ ہیں**''۔

اب ''**ابوالمغیرہ حمصی**'' اور'' **ابوالیمان حمصی**'' دونوں کے مشترکہ شیخ'' **سعید بن عبد العزیز تنوخی**'' کی اسنادی حیثیت ملاحظہ کیجیے۔

﴿سعید تنوخی اصول جرح وتعدیل کی کسوٹی پر﴾

سعید بن عبدالعزیز بن ابی یحییٰ تنوخی، دمشقی

☆ابن حبان نے فرمایا: '' **كَانَ مِنْ عُبَّادِ أَهْلِ الشَّامِ وَفُقَهَائِهِم وَمُتقِنِيهِم فِي الرِّوَايَةِ** ''۔یعنی سعید تنوخی اہل شام کے زاہدوں، فقیہوں، اور بیدار مغز راویوں میں سے ایک تھے

☆علامہ عجلی نے فرمایا: '' شَامِيٌّ ، ثِقَةٌ ''۔یعنی یہ شام کے رہنے والے ہیں، ثقہ ہیں

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:'' **كَانَ أَبُو مُسْهِرٍ يُقَدِّمُ سَعِيدَ بنَ عَبدِالعَزِيزِ عَلَى**

الْأَوْزَاعِيِّ "۔یعنی ابومسہر سعید بن عبدالعزیز کوامام اوزاعی پر فوقیت دیتے تھے۔

نیز فرمایا:" ثِقَةٌ "۔یعنی یہ ثقہ ہیں۔

☆امام نسائی نے فرمایا: " ثِقَةٌ ثَبتٌ "۔یعنی یہ ثقہ اور ثبت ہیں۔

☆امام یحیی بن معین نے فرمایا:" ثِقَةٌ "یعنی یہ ثقہ ہیں۔

نیز فرمایا: " قَالَ أَبُومُسْهِر : كَانَ سَعيدُ بنُ عَبدِالعَزِيزِ قَدْ اخْتَلَطَ قَبْلَ مَوْتِهِ " ۔یعنی ابومسہر نے فرمایا کہ:سعید بن عبدالعزیز انتقال سے پہلے اختلاط کے شکار ہو گئے تھے۔

☆امام حاکم نے فرمایا:" هُوَلِأَهْلِ الشَّامِ كَمَالِكٍ لِأَهْلِ المَدِيْنَةِ فِيْ التَّقَدُّمِ وَالفَضْلِ وَالفِقْهِ وَالأَمَانَةِ "۔یعنی سعید بن عبدالعزیز اہل شام کے لیے فضل وکمال اور فقہ وامانت میں ایسے ہیں جیسے امام مالک اہل مدینہ کے لیے ہیں۔

☆علامہ ابن سعد نے فرمایا: " كَانَ ثِقَةً اِنْ شَاءَ اللّٰهُ "۔یعنی ان شاءاللہ وہ ثقہ ہیں۔

☆امام ابوداود نے فرمایا: " تَغَيَّرَقَبْلَ مَوْتِهِ"۔یعنی وصال سے پہلے ان کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا: " سَعِيدُ بنُ عَبدِالعَزِيزِ فِي الزُّهرِيِّ لَيْسَ بِذَاكَ، وَقَدْ أَشَارَ حَمْزَةُ الكِنانِي اِلَى أَنَّهُ تَغَيَّرَ بِآخِرَةٍ "۔یعنی سعید بن عبدالعزیز کی امام زہری سے روایت کرنے میں کوئی حیثیت نہیں ہے،یعنی ضعیف ہیں۔اور حمزہ کنانی نے اشارہ کیا کہ آخر وقت میں ان کی یادداشت زیروزبر ہوگئی تھی۔

☆علامہ عینی نے فرمایا:" ثِقَةٌ اِمَامٌ اخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ "۔یعنی سعید بن عبدالعزیز امام وثقہ ہیں،مگر عمر کے آخری حصہ میں تغیر حافظہ کے شکار ہو گئے تھے۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " ثِقَةٌ اِمَامٌ ، لٰكِنَّهُ اخْتَلَطَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ "۔[۲۲]

﴿راوی مختلط غیر مقلدین کی نظر میں﴾

مذکورہ اقوال کا خلاصہ اور لُبِ لُباب یہ ہے کہ سعید بن عبدالعزیز ثقہ ہیں مگر حیات مستعار کے آخری زمانہ میں یادداشت کمزور پڑ گئی تھی۔اور راوی مختلط کی مرویات جو اختلاط کے پہلے کی ہوں وہ قابل قبول ہوتی ہیں مگر بعد کی روایات ضعیف کے درجہ میں ہوتی ہیں جب تک کہ ثقہ راویوں کی موافقت نہ حاصل ہوجائے۔یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے مستندومقتدیٰ ناصرالدین البانی نے سعید بن عبدالعزیز کی وجہ سے روایات کوضعیف قرار دیا ہے۔ ہمارے اس دعوی پر بطور دلیل ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں: لکھتے ہیں:

" ٢- الْغُبَارُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اسْفَارُ الوُجُوهِ یَومَ القِیَامَةِ

أَخْرَجَهُ أَبُونُعَیمٍ فِی " الْحِلْیَةِ " (٦/ ٨٨ و ٨/٢٧٤، ٢٧٥): حَدَّثَنَا سُلَیمَانُ بنُ أَحْمَدَ ، حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ اللّٰهِ الحَضْرَمِیُّ ، حَدَّثَنا اِبْرَاهِیمُ بنُ أَحْمَدَ الخُزَاعِیُّ ، حَدَّثَنا عَلِیُّ بنُ الحَسَنِ بنِ شَقِیقٍ ، حَدَّثَنِی سَعِیدُ بنُ عَبدِالعَزِیزِ التَنُوخِیُّ ،عَنْ سُلَیمَانَ بنِ مُوْسَیٰ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ مَرفُوعًا وَقَالَ:غَرِیبٌ مِن حَدِیثِ سُلَیمَانَ وَالزُّهْرِیِّ ، لَمْ نَکْتُبُهُ اِلَّا مِن هَذا الوَجْهِ .

قُلْتُ[القَائل:الألبانی]: وَهُوَ ضَعِیفٌ لأَنَّ التَنُوخِیَّ مَعَ ثِقَتِهِ کَانَ اخْتَلَطَ فِی آخِرِ عُمُرِهِ". [٢٣]

یعنی مذکورہ حدیث کی تخریج ابونعیم نے" حلیہ" میں کی ہے اور فرمایا ہے کہ سلیمان اور زہری کی روایت سے یہ غریب ہے،اِس کو ہم نے اسی سند سے لکھا ہے ۔[البانی کہتے ہیں

کہ:] میں کہتا ہوں کہ:''یہ حدیث ضعیف ہے؛ کیوں کہ سعید بن عبدالعزیز تنوخی ثقہ ہونے کے باوجود آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے''۔

﴿ناصر الدین البانی کا حیرت انگیز کارنامہ﴾

تعجب ہے کہ البانی نے صرف ''سعید بن عبدالعزیز تنوخی'' کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہہ دیا ہے، جب کہ اِس کے ضعیف ہونے کی ایک علت اور ہونی چاہیے، وہ ''سلیمان بن موسیٰ'' کا سند میں موجود ہونا؛ کیوں کہ اُن کا بھی وہی حال ہے جو تنوخی کا ہے، اور اُن کی وجہ سے بھی خود البانی نے ایک دوسرے مقام پر حدیث کو ضعیف ثابت کیا ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اِس مقام پر تضعیفِ حدیث کا خمار ایک راوی کو ضعیف قرار دینے سے اتر گیا ہو، یا پھر کوئی اور مصلحت پیش نظر رہی ہو، بہر حال اِس سے اتنا تو ثابت ہو ہی جاتا ہے کہ جس سند میں ''سعید بن عبدالعزیز تنوخی'' رہیں وہ سند غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف رہے گی، اور اس سے استدلال کرنا روا نہیں ہوگا۔

﴿سلیمان بن موسیٰ ارباب جرح وتعدیل کی عدالت میں﴾

سلیمان بن موسیٰ قرشی، اموی، ابوایوب/ابوہشام دمشقی، اشدق

☆علامہ دحیم نے فرمایا:'' أَوْثَقُ أَصْحَابِ مَكْحُولٍ سُلَيمَانُ بنُ مُوسَى''۔یعنی مکحول شامی کے اصحاب میں ثقہ ترین ''سلیمان بن موسیٰ'' ہیں۔

نیز فرمایا:'' ثِقَةٌ ''۔

☆علامہ عثمان بن سعید دارمی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابن معین سے دریافت کیا:'' مَا حَالُ سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى فِي الزُهرِيِّ ؟ فَقَالَ : ثِقَةٌ ''۔یعنی سلیمان بن موسیٰ کا ابن شہاب

زہری سے روایت کرنے میں کیا حال ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: ثقہ ہیں۔

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:" مَحَلُّهُ الصِدْقُ ، وَفِی حَدِيثِهِ بَعْضُ الاضْطِرَابِ ، وَلا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ مَكْحُولٍ أَفْقَهَ مِنْهُ وَلَا أَثْبَتَ مِنْهُ"۔یعنی وہ محل صداقت میں ہیں مگر اُن کی روایت کردہ حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔اور مکحول کے اصحاب میں اُن سے بڑھ کر فقیہ اور اُن سے زیادہ ثقہ میں کسی اور کو نہیں جانتا ہوں۔

☆امام بخاری نے فرمایا: " عِنْدَهُ مَنَاكِيْرُ "۔یعنی ان کے پاس منکر روایتیں ہیں۔

☆امام نسائی نے فرمایا: " أَحَدُ الفُقَهَاءِ ، لَيسَ بِالقَوِيِّ فِی الحَدِيثِ "۔یعنی سلیمان بن موسی حدیث میں قوی نہیں ہیں۔

نیز فرمایا: " فِی حَدِيثِهِ شَیءٌ "۔ان کی حدیث میں کچھ [یعنی ضعف] ہے

☆امام ابن المدینی نے فرمایا:" كَانَ مِن كِبَارِ أَصْحَابِ مَكْحُولٍ ، وَكَانَ خُولِطَ قَبْلَ مَوتِهِ بِيَسِير "۔یعنی سلیمان بن موسی مکحول کے بڑے اصحاب میں شمار کیے جاتے ہیں، مگر موت سے کچھ پہلے اختلاط کے شکار ہو گئے تھے۔

نیز فرمایا: " مَطْعُونٌ عَلَيهِ "۔یعنی ان پر کلام کیا گیا ہے۔

☆امام دارقطنی نے فرمایا: " مِنَ الثِّقَاتِ ، أَثْنَى عَلَيهِ عَطَاءٌ وَالزُهْرِیُّ "۔یعنی سلیمان بن موسی ثقہ راویوں میں سے ہیں، امام عطا اور امام زہری نے کی ان کی تعریف کی ہے۔

☆حافظ ابن عدی نے فرمایا:" هُوَ فَقِيهٌ، رَاوٍ ، حَدَّثَ عَنْهُ الثِّقَاتُ مِنَ ا لنَّاسِ ، وَهُوَ أَحَدُ عُلَمَاءِ أَهْلِ الشَّامِ ، وَقَدْ رَوَى أَحَادِيْثَ يَنْفَرِدُ بِهَا لَا يَروِيُهَا غَيْرُهُ ، وَهُوَ عِنْدِی ثَبْتٌ صَدُوْقٌ" ۔یعنی سلیمان بن موسی، فقیہ ہیں، روای ہیں، ثقہ راویوں نے ان سے

روایت کی ہے،اوراہل شام کے علما میں سے ایک ہیں،اوراس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بہت سی احادیث کی روایت میں منفرد ہوگئے ہیں،کہ اِن کے علاوہ کسی اور نے اُن احادیث کی روایت نہیں کی ہے۔اور یہ میرے نزدیک ثقہ اور ثبت ہیں۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا:" الَّذِی ظَهَرَ لِی أَنَّهُ فِی مَرْتَبَةِ الاحْتِجَاجِ بِهِ ، وَأَنَّ لَهُ غَرَائِبَ ، وَقَدْ اخْتَلَطَ بِأَخَرَةٍ "۔یعنی مجھ پر جوواضح ہواوہ یہ کہ:یہ قابل احتجاج ہیں،اور اِن کے تفردات ہیں،اورآخرعمر میں یادداشت کا نظام درہم برہم ہوگیا تھا۔

☆حافظ ابن حجرعسقلانی نے فرمایا:" صَدُوقٌ فَقِيهٌ ، فِی حَدِيثِهِ بَعْضُ لِينٍ ، وَخَلَطَ قَبْلَ مَوتِهِ بِقَلِيلٍ "۔یعنی سچے ہیں،فقیہ ہیں،اِن کی حدیث میں کچھ کمزوری ہے،اورانتقال سے کچھ پہلے حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ [٢٤]

﴿اقلیمِ حدیث کے فرماں روائے اعظم کا فیصلہ﴾

قارئین کرام!"سلیمان بن موسیٰ" کے بارے میں علمائے جرح وتعدیل اس بات پر متفق نظرآرہے ہیں کہ وہ آخری عمر میں اختلاط سے متاثر ہوگئے تھے،اور پہلے جیسا اُن کا حافظہ نہیں رہ گیا تھا،یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری[رحمة الله علیه]نے" عِنْدَهُ مَنَاكِيرُ " کہہ کران کی حیثیت اجاگر کردی۔اورحافظ ابن حجرعسقلانی[رحمة الله علیه] نے تمام اقوال کا ماحصل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:**"سچے ہیں،فقیہ ہیں،اِن کی حدیث میں تھوڑی سی کمزوری ہے،اورانتقال سے کچھ پہلے حافظہ متغیر ہوگیا تھا"**۔لہذا اُن کی وہ مرویات جواختلاط سے پہلے کی ہیں وہ قابل احتجاج ہوں گی مگر جو بعد کی ہیں ان کوضعیف کہا جائے گا۔

﴿سلیمان کی حدیث غیرمقلدین کے نزدیک بھی ضعیف﴾

اب غیر مقلدین کے امام البانی کا ''سلیمان بن موسیٰ'' کی وجہ سے ایک حدیث کو ضعیف کہنے کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمالیں: وہ لکھتے ہیں:

''سُوْءُ المُجَالَسَةِ فُحْشٌ،وَشَحٌّ ، وَسُوْءُ خُلُقٍ.

ضَعِيفٌ.

أَخْرَجَهُ عَبْدُاللّٰهِ بنُ المبَارَكِ فِي '' الزُهْدِ'' (٢٦٨): أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بنُ أَبِي حَكِيْمٍ ، عَنْ سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى ، يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ قَالَ ...... فَذَكَرَهُ.

قُلْتُ: [القَائِل: الأَلْبَانِي] وَهَذا اِسْنَادٌ ضعيفٌ، مُرسلٌ، سليمان بن موسى صَدُوقٌ فَقِيهٌ فِي حَدِيثِهِ بَعضُ لِينٍ، وَخُولِطَ قَبلَ مَوتِهِ بِقَلِيلٍ.وَعُتبَةُ بنُ حَكِيمٍ : صَدُوقٌ يُخطِيء كَثِيرًا ، كَمَا فِي التَقْرِيبِ''. [۲۵]

یعنی مذکورہ روایت سنداً ضعیف، مرسل ہے؛ کیوں کہ ''سلیمان بن موسیٰ'' صدوق، فقیہ ہیں، مگر ان کی حدیث میں ضعف ہے، موت سے کچھ پہلے حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ اور عتبہ بن حکیم صدوق ہیں، زیادہ خطائیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ ''تقریب'' میں ہے۔

﴿سلیمان بن موسیٰ کی ملاقات حضرت جبیر بن مطعم سے ثابت نہیں﴾

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ البانی نے ''سلیمان بن موسیٰ'' کی وجہ سے مذکورہ روایت کو ضعیف کہا ہے؟ لہٰذا خود غیر مقلدین کے اعتبار سے بھی حدیثِ جبیر بن مطعم [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ] ضعیف ٹھہرے گی۔ ''**علاوہ ازیں مذکورہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث منقطع بھی ہے؛ کیوں کہ ''سلیمان بن موسیٰ'' کی ملاقات حضرت جبیر بن مطعم** [رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُ] **سے ہوئی ہی نہیں ہے''**۔ چناں چہ سلطنت حدیث کے فرماں روائے اعظم سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں:

" لَمْ يُدْرِكْ سُلَيْمَانُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيهِ وَسَلَّمَ"۔یعنی سلیمان بن موسی کی ملاقات کسی صحابیِ رسول سے نہیں ہوئی ہے۔

اور حافظ ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں، چناں چہ وہ تحریر کرتے ہیں:

" هٰكَذَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ ، فَإِنَّ سُلَيْمَانَ بنَ مُوسَى الأَشْدَقَ لَمْ يُدْرِكْ جُبَيْرَ بنَ مُطْعِمٍ" ۔[٢٦] یعنی ایسے ہی اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے اور یہ منقطع ہے، اِس لیے کہ سلیمان بن موسی اشدق نے جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں کی ہے۔

اور حافظ جمال الدین زیلعی حنفی نے بھی ابن کثیر کا مذکورہ قول نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے۔

[٢٦]

درج بالا اقوال سے اتنی بات تو روشن ہوگئی کہ مذکورہ سند میں انقطاع ہے، لہذا یہ حدیث منقطع ہوگی۔

﴿حدیث منقطع غیر مقلدین کے یہاں نا قابل احتجاج﴾

اب اہلِ حدیث کے اصول کے مطابق یہ حدیث قابل احتجاج نہیں رہ جاتی ہے؛ کیوں کہ "سعید بن عبدالعزیز" اور "سلیمان بن موسی" دونوں آخری عمر میں تغیر حافظہ کے شکار ہو گئے تھے اور اِس حدیث کے بارے میں یہ امر طے نہیں ہو پایا ہے کہ: یہ حدیث قبلِ اختلاط کی ہے یا بعدِ اختلاط کی؟ اِس لیے اِس کو ضعیف کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ اور اگر بالفرض یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ بھی جائے کہ: "قبل اختلاط کی ہے" تب بھی انقطاع سند کی بنیاد پر اِسے ضعیف کہا جائے گا؛ کیوں کہ اہل حدیث یعنی غیر مقلدین "حدیث منقطع" کو ضعیف تسلیم کرتے ہیں، اِس

کی بے شمار مثالیں اِن کے امام ومحدث ناصر الدین البانی کتاب" سلسلة الاحادث الضعیفه والموضوعه" میں مل جائیں گی۔

﴿حدیث جبیر بن مطعم کی سند متصل کا بیان﴾

(۵) امام ابن حبان [رحمه الله تعالیٰ] فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بنُ الحَسَنِ بنِ عَبدِالجَبَّارِ الصُوفِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّصْرِ التَّمَّارُ عَبدُالمَلِكِ بنُ عَبدِالعَزِيزِ القُشَيرِيُّ فِي شَوَّال سَنَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَ مِأْتَيْنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ عَن سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى ،عَن عَبدِالرَحْمٰنِ بنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَن جُبَيرِ بنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ عَرَفَاتِ مُوقِفٌ ، وَارَفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوقِفٌ، وَارْفَعُوْا عَن محَسِّر ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنَى مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ". [۲۸]

(٦) امام ابن عدی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بنُ الحَسَن الصُوفِيُّ، ثَنَا أَبُو النَّصْرِ التَّمَّارُ ،قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ عَن سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى ،عَن عَبدِالرَحْمٰنِ بنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَن جُبَيرِ بنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم : كُلُّ عَرَفَاتِ مُوقِفٌ ، وَارَفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ موقِفٌ، وَارْفَعُوْا عَن محَسِّر ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنَى مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ". [۲۹]

(۷) امام بیہقی شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُوسَعْدِ المَالِينِى ، أَنْبَأَ أَبُو أَحْمَدُ بْنَ عدِىّ الحَافِظُ ، ثَنَا أَحْمَدُ بنُ الْحَسَنِ بنِ عَبدِالجَبَّارِ الصُّوفِىُّ،ثَنَا أَبُوالنَّصرِ التَمَّارُ ،ثَنا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْز ، عَنْ سُلَيْمَانَ بنِ مُوسَى ، عَنْ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ عَرَفَاتِ مُوقِفٌ ، وَارفَعُوا عَنْ عُرَنَة ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوقِف،وَارْفَعُوْا عَن محَسّر ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنَى مَنْحر ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ". [۳۰]

(۸)امام بزار[رحمہ اللہ تعالیٰ]فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَايُوسُفُ بنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبدُالمَلِكِ بنُ عَبدِالعَزِيزِ [أَبُوالنَّصرِ التَّمَّارُ]،قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْز ، عَنْ سُلَيْمَانَ بنِ مُوسَى ، عَنْ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ حُسَيْنٍ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ عَرَفَاتِ مُوقِفٌ ، وَارَفَعُوا عَنْ عُرَنَة ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوقِف،وَارْفَعُوْا عَن محَسّر ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنَى مَنْحر ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ". [۳۱]

(۹)ابن حزم ظاہری کہتے ہیں:

" نَاأَحْمَدُ بنُ عُمَرَ بنِ أَنَسٍ ، نَا عَبدُاللّٰهِ بنِ حُسَينِ بنِ عِقَالٍ، نَاابْرَاهِيمُ بنُ مُحَمَّد الدَيْنُورِىُّ ، نَا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ الجَهْمِ، نَاجَعْفَرُ الصَائِغُ ، نَا أَبُوالنَّصرِ التَمَّار - هُوَعَبدُالمَلِكِ بنُ عَبدِالعَزِيز - ، عَنْ سُلَيْمَانَ بنِ

مُوسَى ، عَنْ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِم قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ عَرَفَاتِ مُوقِفٌ ، وَارَفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَة، وَالْمُزْدَلَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّر ". [۳۲]

﴿تبصرہ حنفی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو''سند متصل'' کے ساتھ امام ابن حبان ،امام ابن عدی ،امام بیہقی ، امام بزار اور ابن حزم ظاہری نے بیان کیا ہے،اور اِن سبھی حضرات کی سند''**ابوالنصر تمار**'' پر متفق ہوجاتی ہے ،یعنی اِن پانچ سندوں کے مرکزی راوی ''**ابوالنصر التمار**'' ہیں،لہذا اُن کے حالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

﴿ابونصر تمار ارباب حدیث کی نظر میں﴾

عبدالملک بن عبدالعزیز قشیری نسائی،ابوالنصر التمار

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:'' **ثقة ،یعد من الابدال**''۔

☆امام ابوداود اور امام نسائی نے فرمایا:'' **ثِقَةٌ** ''۔

☆امام ابن سعد نے فرمایا:'' **كان ثقة فاضلا خيراورعا**''۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:''**ثقة عابد**''۔ [۳۴]

﴿ابونصر تمار کی ملاقات سلیمان بن موسیٰ سے ممکن نہیں﴾

مذکورہ اقوال سے خوب عیاں ہوجاتا ہے کہ:''**ابونصر تمار**'' ثقہ راوی ہیں ۔مگر امام ابن حبان ،امام ابن عدی،امام بیہقی اور امام بزار کی سند کے مطابق اِن کے شیخ ''**سعید بن عبدالعزیز**'' ہیں،اور ابن حزم ظاہری کی سند کے اعتبار سے''**سلیمان بن موسیٰ**'' ہیں،لیکن یہ بات سمجھ سے

بالاتر ہے کہ ''**ابونصر تمار**'' کی ملاقات ''**سلیمان بن موسیٰ**'' سے کیسے ہوگئی! کیوں کہ ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کا انتقال سن ۱۱۸ھ ہی میں ہوگیا جب کہ ''**ابونصر تمار**'' کی ولادت اندازے کے مطابق سن ۱۳۷ھ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ''**ابونصر تمار**'' کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: ''**من صغار التاسعة ،مات سنة ثمان وعشرین،وھو ابن احدی وتسعین سنة**'' ۔[۳۵] یعنی نویں طبقہ [صغار تبع تابعین] سے ہیں، سن ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا جب کہ اکیانوے (۹۱) سال کے تھے۔ دوسو اٹھائیس (۲۲۸) میں سے اکیانوے (۹۱) سال گھٹا دیے جائیں تو سن ایک سو سینتیس (۱۳۷) میں ولادت مانی جائے گی۔ اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کے انتقال اور ''**ابونصر تمار**'' کی ولادت کے مابین انیس (۱۹) سال کا فاصلہ ہے۔ اِس لیے اِن دونوں کی ملاقات کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ ابن حزم ظاہری کی سند میں انقطاع ہے۔ اور انقطاع سند کی وجہ سے اُن کی حدیث ضعیف ہوگی۔

﴿عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی جہالت عینیت کا ثبوت﴾

بہرحال امام ابن حبان، امام ابن عدی، امام بیہقی، امام بزار اور ابن حزم ظاہری کی اَسناد میں حضرت جبیر بن مطعم اور ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کے درمیان ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' کا اضافہ ہے، جن کی وجہ سے سند متصل ہو جارہی ہے۔ تاہم ضعف ختم نہیں ہو رہا ہے؛ کیوں کہ یہ راوی مجہول العین ہیں۔ امام ابن حبان تحریر فرماتے ہیں:

'' عَبْدُالرَّحْمَنِ بنُ أَبِی حُسَین ،وَالِدُ عَبدِاللّٰہِ بنِ عَبدِالرَّحْمٰنِ بنِ أَبِی حُسَین . یَرْوِی عَنْ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ ، وَرَوَی عَنْہُ سُلَیْمَانُ بْنُ مُوْسَی

"۔[۳۶]

ترجمہ: یعنی "عبدالرحمٰن بن ابی حسین"۔ جو عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔: جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اِن سے سلیمان بن موسیٰ نے روایت کی ہے۔

امام ابن حبان کے قول سے واضح ہوتا ہے کہ "عبدالرحمٰن بن ابی حسین" سے روایت کرنے والے صرف اور صرف "سلیمان بن موسیٰ" ہیں، لہٰذا اصول حدیث کی روشنی میں "عبدالرحمٰن بن ابی حسین"، مجہول العین ہیں۔

﴿راوی مجہول کے اقسام مع تعریفات﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

" اَلْمَجْهُوْلُ قِسْمَانِ: مَجْهُوْلُ الْعَيْنِ :مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يُوَثَّقْ. وَ مَجْهُوْلُ الحَالِ : مَنْ رَوَى عَنْهُ اثْنَانِ فَأَكْثَرَ وَلَمْ يُوَثَّقْ "۔[۳۷]

یعنی مجہول کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **مجہول العین:** اُسے کہتے ہیں جس سے صرف ایک نے روایت کی ہو، اور اُس کی توثیق نہ کی گئی ہو۔

(۲) **اور مجہول الحال:** وہ راوی ہے جس دو یا دو سے زائد نے روایت کی اور اُس کی تعدیل نہ کی گئی ہو۔

اِس اصطلاحی تعریف اور ابن حبان کی تصریح کی روشنی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ "عبدالرحمٰن بن ابی حسین"، مجہول العین راوی ہیں۔

﴿توثیق رُواۃ میں ابن حبان کا منفرد اصول﴾

اب کسی کے پردۂ خیال پر یہ سوال مرتسم ہوسکتا ہے کہ: ابن حبان نے تو **''عبدالرحمٰن بن ابی حسین''** کی توثیق کی ہے، یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے اپنی ''الثقات'' میں اِن کا ذکر کیا ہے؟ تو اِس شبہ کا ازالہ یہ ہے کہ: تعدیل رُواۃ کے سلسلہ میں اُن کا مخصوص نظریہ ہے، اور منفرد اصول ہے۔ جو جمہور کے نظریات سے میل نہیں کھاتا ہے۔ وہ یہ کہ: ''جس راوی کے بارے میں جرح نہ معلوم ہوسکے تو وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہے''۔ جیسا کہ وہ خود صراحت فرماتے ہیں: **''فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ بَجَرْحٍ فَهُوَ عَدْلٌ اِذَا لَمْ يَتَبَيَّنْ ضِدُّهُ''**۔ [۳۸]

﴿جمہور محدثین کے نزدیک ثبوتِ عدالت کے طریقے﴾

جب کہ جمہور محدثین کے نزدیک کسی راوی کی عدالت صرف دو طریقے سے ثابت ہوسکتی ہے۔

(۱) استفاضہ: یعنی راوی کی شہرت ذکر خیر کے ساتھ ہو اور اس کی ثقاہت و امانت کے چرچے ہوں۔ جیسے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام یحییٰ بن معین، امام شعبہ بن حجاج، امام سفیان بن عیینہ، امام سفیان ثوری، امام علی بن مدینی وغیرہم [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] اِن جیسے حضرات کی ثقاہت و عدالت کے لیے کسی برہان و دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بل کہ: ''زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو''۔ [۳۹]

(۲) تنصیص ائمہ جرح وتعدیل: ائمہ جرح وتعدیل کا کسی راوی کی عدالت پر نص کرنا، یعنی اُسے ثقہ کہنا۔ اور اِس سلسلہ میں راجح قول کے مطابق ایک ہی امام کی تعدیل کافی ہوگی۔

﴿غیر مقلدین کے نزدیک بھی ابن حبان کی توثیق غیر معتبر﴾

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ: ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ نہیں ہیں۔ صرف ابن حبان کے نزدیک اُن کی اپنی خاص اصطلاح کی رُو سے ثقہ ہیں۔ لہٰذا ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' کی روایت امام ابن حبان کے یہاں ''**صحیح**'' تو ہوسکتی ہے مگر جمہور محدثین کے یہاں نہیں۔ اب اگر کوئی غیر مقلد جمہور ائمہ حدیث کے مذہب سے انحراف کرتے ہوئے کسی ایک مسئلہ میں یا چند مسائل میں امام ابن حبان کی تقلید کرتا ہے اور وہی جب اپنے حریف کے مقابل میں جمہور کی رائے پر عمل پیرا ہونے کا دعویدار ہوجاتا ہے، تو اُس کے اِس عمل سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ: وہ اصول کا پابند نہیں ہے، بل کہ وہ نفس امارہ کا بندۂ بے دام ہے، وہ جمہور محدثین کا متبع نہیں ہے، بل کہ اپنی خواہشات کا ''**مرید**'' ہے؛ کیوں کہ خود اِن غیر مقلدین نے بھی بہت سے ایسے راویوں کو ثقہ ماننے سے انکار کردیا ہے جن کو صرف اور صرف امام ابن حبان نے ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے۔

﴿ ناصرالدین البانی کی پہلی گواہی ﴾

چناں چہ امامِ غیر مقلداں، ناصرالدین البانی برملا اعلان کرتے ہیں:

(۱) ''اِنَّ ابْنَ حِبَّانَ مُتَسَاهِلٌ فِي التَّوْثِيقِ فَاِنَّهُ كَثِيرًا مَا يُوَثِّقُ الْمَجْهُولِيْنَ، حَتَّى الَّذِينَ يُصَرِّحُ هُوَ نَفْسُهُ أَنَّهُ لَايَدْرِيْ مَنْ هُوَ، وَلَا مَنْ أَبُوهُ، كَمَا نَقَلَ ذَلِكَ ابْنُ عَبْدِ الْهَادِي فِي ''الصارم المنكی''. [۴۰]

یعنی ابن حبان توثیق میں متساہل ہیں، اس لیے کہ انھوں نے بہت سے مجہول راویوں کو ثقہ کہہ ڈالا ہے، یہاں تک کہ ایسے راویوں کو بھی ثقہ کہہ دیا ہے جن کے بارے میں وہ خود ہی کہتے ہیں کہ'': میں ان کو نہیں جانتا اور نہ ہی ان کے باپ کو جانتا ہوں''۔ جیسا کہ ابن عبدالہادی

نے اپنی کتاب " الصارم المنکی "میں نقل کیا ہے۔

﴿ناصرالدین البانی کی دوسری گواہی﴾

نیز لکھتے ہیں:

(۲)" قُلْتُ: وَتَوْثِيقُ ابنِ حِبَّانَ لَايُعْتَمَدُ عَلَيهِ كَمَاسَبَقَ التَنْبِيهُ عَلَيهِ مِرَارًا وَبِخَاصَّةٍ اِذَا خُوْلِف." [۴۱]

ترجمہ: میں [البانی] کہتا ہوں: ابن حبان کی توثیق پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ: بار بار میں نے اِس سے پہلے تنبیہ کی ہے۔اور خاص طور سے جب دوسرے ائمہ اِن کے خلاف ہوں تو بدرجہ اولیٰ اِن کی تعدیل رد کردی جائے گی۔

﴿ناصرالدین البانی کی تیسری گواہی﴾

نیز تحریر کرتے ہیں:

(۳)" وَأَمَّا ابْنُ حِبَّانَ فَقَدْ ذَكَرَهُ فِي " الثِّقَاتِ"(۴/ ۱۲۳) ، وَهَذا مِنْهُ عَلَى عَادَتِهِ فِي تَوثِيقِ الْمَجْهُولِينَ ، كَمَا سَبَقَ التَنْبِيهُ عَلَيهِ مِرَارًا".

[۴۲]

ترجمہ: البتہ ابن حبان نے ان کو" ثقات"(۱۲۳/۴) میں ذکر کیا ہے۔اوران کی جانب سے یہ توثیق، مجہول راویوں کو ثقہ قرار دینے کی عادت کے سبب ہے۔جیسا کہ بار بار میں نے اس پر تنبیہ کی ہے۔

ناصرالدین البانی کی مذکورہ تصریحات سے غیر مقلدین کا اصول واشگاف ہوتا ہے۔وہ یہ کہ امام ابن حبان کی توثیق قابل اعتنا نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ مجہول کی توثیق میں مشہور ومعروف

ہیں۔ بلفظ دیگر مجہولین کی تعدیل اُن کی عادت بن گئی ہے۔لہذا ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' کو چوں کہ صرف امام ابن حبان نے ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے، اِس لیے اُن کو ثقہ نہیں تسلیم کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اُن کی مرویات کو صحیح گردانا جاسکتا ہے۔

﴿حضرت جبیر سے ابن ابی حسین کی ملاقات نہیں﴾

اِس پر مستزاد یہ کہ ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' کی ملاقات حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] سے ہوئی ہی نہیں ہے، جیسا کہ امام بزار فرماتے ہیں:

''**وَحَدِيثُ ابنِ أَبِي حُسَينٍ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ ، وَابنُ أَبِي حُسَينٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ**''. [۴۳]

یعنی ''**عبدالرحمٰن بن ابی حسین**'' کی حدیث درست ہے مگر اِن کی ملاقات جبیر بن مطعم سے نہیں ہوئی۔لہذا یہ بھی سند منقطع ہوگی۔

، اِس کے علاوہ ''**سعید بن عبدالعزیز**'' اور ''**سلیمان بن موسیٰ**'' اِس سند میں بھی موجود ہیں۔ اور اِن کی حالت پہلی سند پر کلام کرتے ہوئے اجاگر کی جاچکی ہے۔لہذا اِس سند کے اعتبار سے بھی یہ حدیث ضعیف ٹھہرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿حدیثِ جبیر بن مطعم کی دوسری سند متصل کا ذکر﴾

(۱۰) امام بزار فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ ، قَالَ:أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ بُكَيْرٍ ،قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيِّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسَى ،عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيرِبنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: ’’ أَیَّامُ التَّشرِیقِ کُلُّهَا ذَبحٌ ‘ [۴۴]

(۱۱)امام دارقطنی فرماتے ہیں:

حَدَّ ثَنَایَحیَی بنُ مُحَمدِ بنِ صَاعِدٍ ، حَدَّ ثَنَا أَحمَدُ بنُ مَنصُورِ بنِ سَیَّار ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بُکَیر الحَضرَمِیُّ ،حدثنا سُوَیدُ بنُ عَبدِالعَزِیزِ ، عَنْ سَعِیدِ بنِ عَبدِ العَزِیزِ التَّنُوخِیِّ ، عَنْ سُلَیمَانَ بنِ مُوسَی ،عَنْ نَافِعِ بنِ جُبَیرِبنِ مُطعِمٍ، عَنْ أَبِیہِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم قَالَ: ’’ أَیَّامُ التَّشرِیقِ کُلُّهَا ذَبحٌ ‘‘. [۴۵]

(۱۲)امام بیہقی شافعی فرماتے ہیں:

حدثناأبوبکربن زیاد، ثنا أَحمَدُ بنُ مَنصُورٍ ،ثنا مُحَمَّدُ بنُ بُکَیر الحَضرَمِیُّ،ثنا سُوَیدُ بنُ عَبدِالعَزِیزِ ، عَنْ سَعِیدِ بنِ عَبدِ العَزِیزِ التَّنُوخِیِّ ، عَنْ سُلَیمَانَ بنِ مُوسَی ،عَنْ نَافِعِ بنِ جُبَیرِبنِ مُطعِمٍ، عَنْ أَبِیہِ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم قَالَ: ’’ أَیَّامُ التَّشرِیقِ کُلُّهَا ذَبحٌ ‘‘. [۴۶]

قارئین کرام! امام بزار، امام دارقطنی اور امام بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی حدیث کی تخریج ایک دوسری سند کے ساتھ کی ہے، جس میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ: ’’سلیمان بن موسیٰ‘‘ کے شیخ ’’نافع بن جبیر‘‘ ہیں، اِس طرح یہ سند متصل ہوگئی ہے، مگر یہ بھی مفید نہیں؛ یعنی قابل احتجاج نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کا مدار ’’سوید بن عبدالعزیز‘‘ پر ہے۔ امام بزار فرماتے ہیں:

’’وَهَذَا الحَدِیثُ لَا نَعلَمُ أَحَدًا قَالَ فِیہِ: ’’عَنْ نَافِعِ بنِ جُبَیرٍ عَنْ أَبِیہِ ‘‘ اِلَّا

سُوَیدُ بنُ عَبدِ العَزِیزِ وَھُوَ رَجُلٌ لَیسَ بِالْحَافِظِ وَلاَ یُحتَجُّ بِہِ اِذَا انْفَرَدَبِحَدِیثٍ"۔ [۴۷]

یعنی اِس حدیث کو "عَنْ نَافِعِ بنِ جُبَیرٍ عَنْ أَبِیہِ" کے ساتھ صرف اور صرف "سوید بن عبدالعزیز" نے ہی روایت کیا ہے۔اور وہ حافظ نہیں ہیں اور جب کسی حدیث کی روایت میں منفرد ہو جائیں تو قابل احتجاج نہیں ہیں۔لہذا یہ روایت بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال وآرا سے بھی امام بزار کے نظریہ کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

﴿سوید کی تجریح پر ائمہ جرح کا اتفاق﴾

سوید بن عبدالعزیز بن نمیر سلمی، مولاہم دمشقی

☆امام احمد بن حنبل نے فرمایا:" مَترُوکُ الْحَدِیثِ"۔یعنی سوید متروک الحدیث ہیں۔

☆امام ابن معین نے فرمایا: " لَیسَ بِثِقَةٍ" ۔یعنی سوید ثقہ نہیں ہے۔

اور کبھی فرمایا: " لَیسَ بِشَیءٍ"،یعنی سوید کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور کبھی فرمایا:" ضَعِیفٌ" ۔یعنی سوید ضعیف ہے۔

اور کبھی فرمایا:" لاَیَجُوزُفِی الضَّحَایَا" ۔یعنی قربانی کے بارے میں ان سے روایت جائز نہیں ہے۔

☆امام بخاری نے فرمایا: " فِی حَدِیثِہِ مَنَاکِیرُ، أَنْکَرَھَا أَحمَدُ وَقَالَ: مَنْ فِیہِ نَظْرٌلاَیَحتَمِلُ" ۔یعنی سوید کی حدیث میں نکارت ہے،امام احمد نے منکر کہا ہے،اور فرمایا ہے کہ جو صاحب نظر ہے وہ اس سے روایت نہیں لے گا۔

☆امام نسائی نے فرمایا: " لَیسَ بِثِقَةٍ" ۔یعنی سوید ثقہ نہیں ہے۔

اور کبھی فرمایا: **"ضَعِیفٌ"** ۔یعنی سوید ضعیف ہے۔

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: " **لَیِّنُ الْحَدِیثِ، فِی حَدِیْثِهِ نَظْرٌ** "۔یعنی سوید حدیث میں کمزور ہے، اوراس کی حدیث میں تأمل ہے۔

☆امام یعقوب بن سفیان نے فرمایا: " **مَسْتُورٌ،وَفِی حَدِ یثِهِ لِینٌ** "۔یعنی سوید مستورالحال ہےاوراس کی حدیث میں ضعف ہے۔

اور کبھی فرمایا: " **ضَعِیفُ الْحَدِیْثِ** "۔یعنی سوید حدیث میں ضعیف ہے۔

☆امام ترمذی نے فرمایا: " **کَثِیرُ الغَلَطِ فِی الحَدِ یثِ** "۔یعنی سوید حدیث میں کثرت سے غلطی کرتا ہے۔

☆ حاکم ابواحمد نے فرمایا: " **حَدِیثُهُ لَیسَ بِالقَائِمِ** "۔یعنی سوید کی حدیث درست نہیں ہے۔

☆علامہ خلال نے فرمایا: " **ضَعِیفُ الحَدِیثِ** "۔یعنی سوید ضعیف الحدیث ہے۔

☆ابوبکر بزار نے فرمایا:" **لَیسَ بِالحَافِظِ، ، وَلَا یُحتَجُّ بِهِ اِذَا انفَرَدَ** "۔یعنی سوید حافظ نہیں ہےاور جب یہ منفرد ہوتو قابل احتجاج نہیں ہے۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " **ضَعِیفٌ** "۔یعنی سوید ضعیف ہے۔

☆علامہ دحیم نے فرمایا: " **ثِقَةٌ ، وَکَانَتْ لَهُ أَحَادِیثُ یَغْلِطُ فِیهَا** "۔یعنی ثقہ ہےاوراس کی احادیث میں غلطیاں ہوتی تھیں۔ [۴۸]

سوید بن عبدالعزیز کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ تمام ارباب جرح وتعدیل اُس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں،صرف اورصرف علامہ دحیم توثیق کررہے ہیں جو جرح کے مقابل میں قابل تسلیم نہیں ہے۔اِس لیے یہ روایت بھی

اِن کے وجود کی وجہ سے ضعیف ہوگی ، ساتھ ہی ساتھ ''**سعید بن عبدالعزیز تنوخی**'' اور ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کی موجودگی سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

﴿حدیث جبیر بن مطعم کی تیسری سند متصل کا بیان﴾

(**١٣**) امام دارقطنی فرماتے ہیں:

حَدَّ ثَنَا أَبُوبَكْرٍالنَيسَابُورِىُّ ، حَدَّ ثَنَا **أَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى الخَشَّاب** ،حَدَّ ثَنَا عَمْرُو بنُ أَبِى سَلْمَةَ ، حَدَّ ثَنَا أَبُومُعِيدٍ ، عَن **سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى**، أَنَّ **عَمْرَوبنَ دِيْنَارٍ** حَدَّ ثَهُ، عَن جُبيرِ بنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ:'' كُلُّ أَيَّامِ التَشْرِيقِ ذَبْحٌ ''. [٤٩]

(**١٤**) امام بیہقی شافعی فرماتے ہیں:

'' أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرِ بنُ الحَارِثِ ،أَنْبَأَ عَلِىُّ بنُ عُمَرَ الحَافِظُ ، حَدَّ ثَنَا أَبُوبَكْرٍالنَيسَابُورِى ، حَدَّ ثَنَا **أَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى الخَشَّاب** ، حَدَّ ثَنَا عَمْرُو بنُ أَبِى سَلْمَةَ ، حَدَّ ثَنَا أَبُومُعِيدٍ ، عَن **سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى**، أَنَّ **عَمْرَوبنَ دِيْنَارٍ** حَدَّ ثَهُ، عَن جُبيرِ بنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ:'' كُلُّ أَيَّامِ التَشْرِيقِ ذَبْحٌ ''. [٥٠]

﴿احمد بن عیسیٰ میزان جرح وتعدیل پر﴾

قارئین کرام! اِن دونوں سندوں کا مدار ''**احمد بن عیسیٰ خشاب**'' پر ہے، اور وہ ضعیف ہیں۔علاوہ ازیں اِس سند میں بھی '' **سلیمان بن موسیٰ**'' کی جلوہ گری ہے ۔اور ان کے شیخ ''**عمرو بن دینار**'' ہیں ،سنداً گرچہ بظاہر متصل نظر آرہی ہے،مگر حافظ جمال الدین مزی نے ''**عمرو**

بن دینار مکی'' کے مشائخ میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذکر نہیں کیا ہے، البتہ آپ کے دو صاحب زادے ''محمد بن جبیر بن مطعم'' اور ''نافع بن جبیر بن مطعم'' کو ضرور درج کیا ہے۔ اِسی طرح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والوں میں ''عمرو بن دینار'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ''عمرو بن دینار'' کو حضرت جبیر بن مطعم سے سماع حاصل نہیں ہوئی ہے۔علامہ واقدی نے بتایا کہ: ''عمرو بن دینار'' کا سن ۱۲۵ھ میں اسیّ (۸۰) سال کی عمر میں انتقال ہوا۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ: سن ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں انتقال ہوا۔اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال سن ۵۸ھ اور ایک قول کے مطابق سن ۵۹ھ میں ہوا ہے۔اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے وقت ''عمرو بن دینار'' کی عمر تیرہ (۱۳) سال کی تھی۔[۵۱] لہذا سماع نہ ہونے کے باعث یہ سند منقطع ہوگی۔اور ''احمد بن عیسی''، ''سلیمان بن موسیٰ'' اور انقطاع کے سبب یہ ضعیف ہوگی۔

احمد بن عیسیٰ خشاب کے بارے میں علمائے جرح وتعدیل کے آرا ملاحظہ فرمائیں۔

﴿احمد بن عیسی الخشاب تنیسی، مصری﴾

☆امام ابن عدی نے فرمایا: '' لَهُ مَنَاكِيرُ ''۔یعنی اِس کی منکر روایتیں ہیں۔

☆امام دارقطنی نے فرمایا: '' لَيسَ بِالْقَوِيِّ ''۔یعنی یہ قوی نہیں ہے۔

☆امام ابن طاہر نے فرمایا: '' كَذَّابٌ ، يَضَعُ الحَدِيْثَ ''۔یعنی یہ بہت بڑا جھوٹا ہے، حدیث گڑھتا ہے۔

☆امام ابن حبان فرماتے ہیں: '' يَروِى عَنِ المَجَاهِيلِ الأَشيَاء المَناكِيرَ ،وَعَن

الـمَشَـاهِيـرِ الأَشْيَـاءَ الـمَـقْـلُـوبَةَ، لَايَـجُـوزُ عِـنـدِى الاحْتِجَا جُ بِمَاانْفَرَدَ بِهِ مِنَ الأَخْبَارِ"۔یعنی مجہول راویوں سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے،اور معروف راویوں سے احادیث مقلوبہ ذکر کرتا ہے، یہ جب کسی حدیث کی روایت میں منفرد ہوتو میرے نزدیک اِس سے احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ علامہ مسلمہ نے فرمایا:" کَـذَّابٌ ، حَـدَّثَ بِـأَحَـادِيثَ مَوضُوعَةٍ"۔یعنی بہت بڑا جھوٹا ہے،احادیث موضوعہ بیان کیا ہے۔

☆ علامہ ابن یونس نے فرمایا:" كَـانَ مُـضْـطَـرِبَ الـحَدِيثِ جِدًا"۔یعنی حدیث میں کافی اضطراب کا شکار تھا۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " لَيسَ بِالقَوِيِّ "۔یعنی قوی نہیں ہے۔ [۵۲]

﴿احمد بن عیسی کی مخالفت کا ثبوت﴾

درج بالا اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ"احمد بن عیسی خشاب" راوی ضعیف ہے۔علاوہ ازیں "احمد بن عیسی" کی مخالفت بھی ثابت ہوگئی ہے،جیسا کہ امام طبرانی کی تخریج سے منکشف ہوتا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

حـدثـنـا ابـراهـيـم بـن دُحيم،ثنا أبي،ثنا الوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ ، عَن أَبِي مُعِيدٍ حَفْصِ بنِ غَيلَانَ ، عَن سُلَيمَانَ بنِ مُوسَى ، عَن مُحَمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ ، عَن جُبَير بنِ مُطْعِمٍ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عرفات موقف وادفعوا من عرنة ، والمزدلفة موقف ادفعوا عن محسر ". [۵۳]

اِس سند میں"عمرو بن دینار" کی جگہ"محمد بن منکدر" ہیں۔اور اِس میں بھی چند باتیں

قابلِ غور ہیں: (۱) حافظ جمال الدین مزی نے ''**محمد بن منکدر**'' کے مشائخ میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں تحریر کیا ہے، اور نہ ہی ''**محمد بن منکدر**'' کو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ ''**محمد بن منکدر**'' سے روایت کرنے والوں میں ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کا بھی کوئی ذکر وتذکرہ نہیں ہے۔

(۳) اور تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ: ان کی روایت میں '' **كُلُّ أَيَّامِ التَشْرِيقِ ذَبْحٌ** '' ہے ہی نہیں۔

واضح رہے کہ اِس سند میں بھی ''**سلیمان بن موسیٰ**'' مرکزی راوی کی حیثیت سے موجود ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم [رضی الله تعالیٰ عنه] کی روایت کو ۱۴ر سندوں کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی، مگر کوئی ایک سند بھی ضعف سے خالی نظر نہیں آتی ہے۔ اِس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ حضرت جبیر بن مطعم [رضی الله تعالیٰ عنه] کی روایت خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی احتجاج کے قابل نہیں ہے؛ کیوں کہ ہر سند میں ''**سلیمان بن موسیٰ**'' کی جلوہ گری ہے، اور کسی میں ان کے ساتھ ساتھ ''**سعید بن عبد العزیز**''، یا ''**سوید بن عبد العزیز**'' کی بھی جلوہ سامانی ہے، یا پھر کہیں انقطاعِ سند کا سخت پہرہ لگا ہوا ہے۔

اور اِس سے بھی دل چسپ دو باتیں اور ہیں:

۱- ﴿امام احمد بن حنبل کا اپنی روایت کے خلاف عمل﴾

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل [رحمة الله تعالیٰ عليه] نے حضرت جبیر بن مطعم

[رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی روایت کی تخریج اپنی ''مسند'' میں کی ہے، اُس کے باوجود بھی اُنھوں نے اِس کے خلاف مسئلہ کا استنباط کیا، جس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ: یہ حدیث اُن کے نزدیک قابل احتجاج نہیں تھی۔ ورنہ حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنے کا الزام اپنے سر مول نہیں لیتے۔

۲- ﴿حدیث جبیر کے مرکزی راوی سلیمان بن موسیٰ کا فتوی﴾

دوسری بات یہ کہ: اس حدیث کے مرکزی راوی ''سلیمان بن موسیٰ'' ہیں [جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: وہ امام مکحول شامی کے اصحاب میں سب سے بڑھ کر فقیہ ہیں] اُنھوں نے بھی اِس مسئلہ میں اپنی روایت کے خلاف قول کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام بیہقی شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بنُ هَانِي، ثَنَا الحَكَمُ بنُ مُوسَى، ثَنَا يَحيىٰ بنُ حَمْزَةَ، عَنِ النُعمَان، عَن سُلَيمَان بنِ مُوسَى أَنَّه قَالَ: "النَّحرُ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ" فَقَالَ مَكْحُولٌ: " صَدَقَ ". [۵۴]

ترجمہ: یعنی مجھ سے حدیث بیان کیا: ابراہیم بن ہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کیا: حکم بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث بیان کیا یحیٰی بن حمزہ نے، وہ روایت کرتے ہیں نعمان سے، وہ روایت کرتے ہیں ''سلیمان بن موسیٰ'' سے کہ: اُنھوں نے کہا کہ: ''قربانی تین دن ہے''۔ اس پر حضرت امام مکحول شامی نے فرمایا کہ: اُنھوں نے سچ کہا۔

﴿" أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ" دیگر روایات میں ندارد﴾

حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی روایت کی طرح اور بہت سے صحابہ

کرام[رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین] کی بھی روایات ہیں،مگر قابل غور پہلو یہ ہے کہ ” أَيَّـامُ التَشْـرِيـقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ “ کی زیادتی صرف اورصرف حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ]ہی کی روایت میں پائی جاتی ہے۔اطمینان قلب کے لیے چنداحادیث شریفہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱﴾امام ابوداود فرماتے ہیں:

حَـدَّ ثَـنَـا الـحَسَـنُ بـنُ عَلِيٍّ ، حَدَّ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَن أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ ، عَن عَـطَـاءٍ ، قَـالَ: حَـدَّ ثَـنِي جَابِرُ بنُ عَبدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ عَرَفَةَ مَوقِفٌ ، وَكُلُّ مِنَى مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ المُزْدِلِفَةِ مَوقِفٌ ، وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنحَرٌ“. [۵۵]

﴿۲﴾امام ابوداود فرماتے ہیں:

حَـدَّ ثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيدٍ ، حَدَّ ثَنَا حَمَّادٌ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ، عَن مُحَمَّدِ بنِ الـمُـنْكَدِرِ ، عَن أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَالنَبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِيهِ .قَالَ: ” وَفِـطْـرُكُمْ يَومَ تَفْطِرُونَ ، وَأَضْحَاكُمْ يَومَ تُضَحُّونَ ،وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوقِفٌ ، وَكُـلُّ مِـنَـى مَـنْـحَـرٌ ، وَكـلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ جَمْعٍ مَوقِفٌ“ ۔ [۵۶]

﴿۳﴾امام طبرانی فرماتے ہیں:

حَـدَّ ثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمرِو البَزَّارُ ، ثَنَا عَبدُاللّٰهِ بنُ شَبِيبٍ ، ثَنَا يَحْيَىٰ بنُ أَبِي قُتَيلَةَ ، ثَنَا عَبدُ العَزِيزِ بنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَن مَالِكٍ ، عَن زِيَادِ بنِ سَعْدٍ، عَن

أَبِی الزُبَیرِ ، عَن أَبِی مُعِیدٍ وَطَاوُس ، عَن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مُزدَلِفَۃُ کُلُّھَا مَوقِفٌ ، وَارتَفِعُوا عَن بَطنِ مُحَسِّرٍ، وَمِنَی کُلُّھَا مَنحَرٌ ". [۵۷]

﴿۴﴾ امام مالک فرماتے ہیں:

عَن ھِشَامِ بنِ عُروَۃَ، عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ الزُبَیرِ أَنَّہُ کَانَ یَقُولُ: اعلَمُوا أَنَّ عَرَفَۃَ کُلُّھَا مَوقِفٌ اِلَّا بِطنُ عُرَنَۃَ ، وَأَنَّ المُزدَلِفَۃَ کُلُّھَا مَوقِفٌ اِلَّا بَطنُ مُحَسِّر". [۵۸]

﴿" أَیَّامُ التَّشرِیقِ کُلُّھَا ذَبحٌ" حافظ ابن حجر شافعی کی نگاہ میں﴾

قارئین کرام! حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس ،اور حضرت عبداللہ بن زبیر [رضی اللہ تعالیٰ عنھم] کی درج بالا روایات حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] جیسی ہیں، مگر آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا کہ: اُن میں " أَیَّامُ التَشرِیقِ کُلُّھَا ذَبحٌ " نہیں ہے۔ اِس سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی روایت میں کسی راوی سے خطا واقع ہوگئی ہے۔ اِس شبہ کو تقویت حافظ ابن حجر عسقلانی [رحمہ اللہ] کے حسب ذیل قول سے مل رہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

" حَدِیثُ: "عَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوقِفٌ، وَأَیَّامُ مِنَی کُلُّھَا مَنحَرٌ" ابنُ حِبَّانَ وَالبَیھَقِیُّ مِنْ حَدِیثِ جُبَیرِ بنِ مُطعِمٍ بِلَفظِ: " فِی کُلِّ أَیَّامِ التَشرِیقِ ذَبحٌ".

وَذَكَرَ البَيْهَقِيُّ الاخْتِلاَفَ فِي اِسْنَادِهِ ، وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الحَجِّ أَصْلُهُ ، وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ ، وَالْمَحْفُوظُ: " مِنَى كُلُّهَا مَنْحَرٌ" يَعْنِى : البُقْعَةَ .

وَرَوَاهُ ابنُ عدِى مِن حَدِيثِ أَبِى هُرَيرَةَ ، وَفِيهِ مُعَاوِيَةُ بنُ يَحْيَى الصَدَفِى وَهُوَ ضَعِيفٌ ، وَذَكَرهُ ابنُ أَبِى حَاتِمٍ مِن حَدِيثِ أَبِى سَعِيدٍ، وَذَكَرَ عَن أَبِيهِ: أَنَّهُ مَوضُوعٌ ". [۵۹]

یعنی حدیث:"عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوقِفٌ، وَأَيَّامُ مِنَى كُلُّهَا مَنْحَرٌ" کی تخریج ابن حبان اور بیہقی نے اِس لفظ کے ساتھ کی ہے:" فِي كُلِّ أَيَّامِ التَشْرِيقِ ذَبْحٌ"۔ اور بیہقی نے اس کے اسناد کے اختلاف کو بیان کیا ہے۔ اِس کی اصل "حج" کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اور یہ زیادتی [" فِي كُلِّ أَيَّامِ التَشْرِيقِ ذَبْحٌ"] محفوظ نہیں ہے۔ یعنی شاذ ہے۔ اور محفوظ " مِنَى كُلُّهَا مَنْحَرٌ" ہے، یعنی بقعہ۔ اِس کو ابن عدی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں "معاویہ بن یحییٰ صدفی" ہے، اور وہ ضعیف ہے۔ اور اس کو ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے، اور اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ: "یہ موضوع ہے"۔

﴿" أَيَّامُ التَشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ" امام بزار کی نظر میں﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہلے امام بزار نے بھی یہی نظریہ پیش کیا تھا: چناں چہ وہ فرماتے ہیں:

" وَاِنَّمَا ذَكَرْنَا هَذَا الْحَدِيْثَ لِأَنَّا لَمْ نَحْفَظْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: " فِيْ كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ ". [٦٠]

یعنی اس حدیث کو ہم نے صرف یہ بتانے کے لیے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] سے ہمیں ایسی کوئی حدیث نہیں یاد ہے، جس میں آپ نے فرمایا ہو کہ: **"پورے ایام تشریق میں قربانی جائز ہے"۔**

﴿حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ موضوع﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت ابوسعید خدری [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی جس حدیث کی جانب اشارہ کیا ہے، وہ حسب ذیل ہے۔ امام ابو محمد عبدالرحمٰن رازی فرماتے ہیں:

" وَسَأَلْتُ أَبِی عَن حَدِیثٍ رَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ شُعَیبِ بنِ شَابُور، عَن مُعَاوِیةَ بنِ یَحْیَی الصدُفِی ، عَنِ الزُّهرِیِّ ، عَن سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ ، عَن أَبِی سَعِیدِ الخُدرِیِّ ، عَنِ النبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَیَّامُ التَشرِیقِ کُلُّهَا ذَبحٌ ". قَالَ أَبِی:" هَذا حَدِیثٌ کَذِبٌ بِهَذا الاِسْنَادِ "۔[٦١]

ترجمہ: میں نے اپنے والد گرامی سے اُس حدیث کے بارے میں دریافت کیا جس کو محمد بن شعیب بن شابور نے **"معاویہ بن یحییٰ صدفی"** سے روایت کیا، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت سعید خدری سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایام تشریق سب کا سب ذبح کرنے کا دن ہے۔

میرے والد نے فرمایا: یہ حدیث اِس سند کے ساتھ موضوع ہے۔

امام زیلعی حنفی [رحمہ اللہ تعالیٰ] نے اس کی ترجمانی بایں الفاظ کی ہے: **" هَذا حَدِیثٌ مَوضُوعٌ بِهَذا الاِسْنَادِ "۔ [٦٢]**

یعنی یہ حدیث اِس سند کے ساتھ موضوع ہے۔

﴿حدیثِ ابی ہریرہ[رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی تخریج﴾

حضرت ابو ہریرہ[رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی روایت کی تخریج امام بیہقی شافعی[رحمۃ اللہ علیہ] نے''سنن کبریٰ''[۶۳] میں کرتے ہوئے فرمایا:

''وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بنُ يَحيَىٰ الصَّدفِی، عَنِ الزُّهرِیِّ، عَن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، مَرَّةً عَن أَبِی سَعِيدٍ، وَمَرَّةً عَن أَبِی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا، عَنِ النَبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَيَّامُ التَشرِيقِ كُلُّهَاذَبحٌ''.

یعنی اس کو''معاویہ بن یحیی صدفی'' نے کبھی'' عَنِ الزُّهرِیِّ، عَن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ ، عَن أَبِی سَعِيد ،عَنِ النَبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ''اور کبھی'' عَنِ الزُّهرِیِّ، عَن سَعِيدِ، عَن أَبِی هُرَيرَةَ ، عَنِ النَبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم'' روایت کیا،اِس پرامام بیہقی شافعی[رحمۃ اللہ علیہ]فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُوأَحمَدُ: وَهَذَا سَوَاءٌ قَالَ: '' عَنِ الزُّهرِیِّ، عَن سَعِيدِ، عَن أَبِی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنهُ''، وَسَوَاءٌ قَالَ: '' عَنِ الزُّهرِیِّ، عن ابنِ المُسَيَّبِ ، عَن أَبِی سَعِيد ''. جَمِيعًا غَيرُمَحفُوظَينِ لَايَروِيهِمَاإِلَّاالصَدفِی''.

قَالَ الشَّيخُ :رَحِمَهُ اللّٰه: وَالصَّدفُ فِی ضَعِيفٌ لايُحتَجُّ بِهِ ''۔

یعنی ابواحمد،ابن عدی نے فرمایا کہ:خواہ ''عن زهری ، عن سعید،عن ابی هریره رضی الله عنه'' کہے یا'' عن زهری، عن ابن المسیب، عن ابی سعید '' کہے یہ دونوں روایتیں''غیر محفوظ''ہیں،اِس لیے کہ اِس کوصرف اورصرف''صدفی''ہی روایت کرتے

ہیں۔شیخ نے فرمایا:”صدفی“ضعیف ہے،قابل احتجاج نہیں ہیں“۔

﴿معاویہ صدفی،سلاطین جرح وتعدیل کی بارگاہ میں﴾

امام ابن عدی [رحمہ اللہ تعالیٰ] نے”معاویہ بن یحییٰ صدفی،ابوروح دمشقی“ کوضعیف قراردیاہے،اِن کی رائے کی موافقت اصحاب جرح وتعدیل نے بھی کی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

معاویہ بن یحییٰ صدفی،ابوروح دمشقی

☆امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: **هَالِکٌ ، لَيْسَ بِشَیْءٍ**۔یعنی معاویہ صدفی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

☆امام علی بن مدینی نے فرمایا: ضَعِيفٌ۔یعنی معاویہ صدفی ضعیف ہے۔

☆ امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: لَيْسَ بِقَوِيٍّ، أَحَادِيثُهُ كُلُّهَا مَقْلُوبَةٌ مَا حَدَّثَ بَالرَّيِّ، وَالَّذِي حَدَّثَ بِالشَّامِ أَحْسَنُ حَالًا ۔یعنی معاویہ صدفی قوی نہیں ہے،اس کی وہ احادیث جواس نے مقام”ری“میں بیان کی ہے سب مقلوب ہیں۔اور جوملک شام میں بیان کی ہے وہ اچھی ہیں۔

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:**ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، فِي حَدِيثِهِ إِنْكَارٌ، رَوَى عَنْهُ هِقْلُ بنُ زِيَادٍ أَحَادِيثَ مُسْتَقِيمَةً كَأَنَّهَا مِن كِتَابٍ ، وَرَوَى عَنْهُ عِيسَى بنُ يُونُس، وَإِسْحَاقُ بنُ سُلَيمَانَ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ كَأَنَّهَا مِن حِفْظِهِ**۔یعنی معاویہ صدفی حدیث میں ضعیف ہیں،اِن کی حدیث میں نکارت ہے،اس سے ہقل بن زیاد نے مستقیم احادیث کی روایت کی گویا کہ وہ کتاب سے دیکھ کرروایت کی گئی ہیں۔اوراس سے عیسی بن یونس اوراسحاق بن سلیمان نے منکرروایتیں بیان کی ہیں گویا کہ صدفی نے ان کواپنی یادداشت سے بیان کیا

ہے۔

☆امام ابوداود، اورامام ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا:'' ضَعِیفٌ ''۔یعنی معاویہ صدفی ضعیف ہے۔

☆امام نسائی نے فرمایا:'' ضَعِیفٌ ''۔یعنی معاویہ صدفی ضعیف ہے۔

اور کبھی فرمایا: لیس بثقة۔یعنی ثقہ نہیں ہے۔

اور کبھی فرمایا: لَیسَ بِشَیءٍ۔یعنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور کبھی فرمایا: مَتْرُوکُ الحَدِیثِ۔یعنی متروک الحدیث ہے۔

☆امام ابن عدی نے فرمایا: عَامَّۃُ رِوَایَاتِہِ فِیھَا نَظْرٌ۔یعنی اس کی عام روایات ایسی ہیں جن میں نظر وفکر ہے۔

☆ امام حاکم ابواحمد نے فرمایا: یَرْوِی عَنْہُ ھَقْلُ بنُ زِیَادٍ ، عَنِ الزُھرِیِّ أَحادِیثَ مُنْکَرَۃً شَبِیْھَۃٌ بِالمَوضُوعَۃِ۔یعنی معاویہ صدفی سے ہقل بن زیاد نے بطریق زہری احادیث منکرہ روایت کی ہے جو موضوعات کے مشابہ ہیں۔

☆امام دارقطنی نے فرمایا: یُکْتَبُ مَارَوَی ھَقْلٌ عَنہُ،وَیُجتَنَبُ مَاسِوَاہُ، خَاصَّۃً رِوَایَۃَ اِسْحَاقَ بنِ سُلَیمَانَ۔'' ہقل بن زیاد'' نے جو'' صدفی'' سے روایت کی اس کو لکھا جائے گا اور ان کے علاوہ کی مرویات سے احتراز کیا جائے گا، خاص طور سے'' اسحاق بن سلیمان'' کی روایات سے۔

☆امام ابن حبان نے فرمایا: کَانَ یَشْتَرِی الْکُتُبَ، وَیُحَدِّثُ بِھَا ثُمَّ تَغَیَّرَ حِفْظُہُ فَکَانَ یُحَدِّثُ بِالْوَھْمِ۔یعنی صدفی کتابیں خریدتا اور اُنھیں سے روایت کرتا تھا، پھر اُس کا حافظہ متغیر ہو گیا تو وہ بیان حدیث میں وہم کا شکار ہو گیا۔

☆امام ساجی نے فرمایا:" ضَعِيفُ الحَدِيثِ جِدًّا، وَكَانَ اشْتَرَى كِتَابًا لِلزُّهْرِيِّ مِنَ السُّوقِ فَرَوَى عَنِ الزُّهْرِيّ"۔یعنی صدفی بہت زیادہ ضعیف ہے،اس نے بازار سے زہری کی کتاب خرید لی اور اسی سے روایت کیا۔

☆امام احمد بن حنبل نے فرمایا:" تَرَكْنَاهُ" ۔یعنی ہم [جماعت محدثین] نے اُس کو ترک کر دیا۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا: " ضَعَّفُوْهُ "۔یعنی محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:"ضَعِيفٌ، وَمَا حَدَّثَ بِالشَّامِ أَحْسَنُ مِمَّا حَدَّثَ بِالرَّيِّ" ۔یعنی صدفی ضعیف ہے،البتہ" شام" کی مرویات" ری" کی مرویات سے احسن ہیں۔ [۶۴]

مذکورہ بالا اقوالِ محدثین سے اتنی بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ:**" معاویہ بن یحییٰ صدفی"ضعیف راوی ہے**۔لہٰذا حضرت ابو ہریرہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہوگی ،اِس لیے غیر مقلدین کا اپنے اصول کے مطابق اِس حدیث سے استدلال کرنا ہرگز درست نہیں ہوگا۔

﴿حدیثِ عبداللہ بن عباس [رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی تخریج﴾

امام بیہقی نے فرمایا:

﴿ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الحَافِظُ، أَنْبَأَ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زِيَادٍ النَّيْسَابُورِيُّ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ ، ثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، عَن طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو الحَضْرَمِيِّ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

الأَضُحَی ثَلاثَۃُ أَیَّامٍ بَعُدَ یومِ النَّحُرِ﴾.[٦٥]

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ بن عباس[رضی اللہ تعالیٰ عنھما]نے ارشاد فرمایا: دس ذی الحجہ کے بعد تین روز قربانی کے ہیں۔

﴿طلحہ حضرمی کی تضعیف پر ائمہ حدیث کا اتفاق﴾

غیر مقلدین نے حضرت ابن عباس [رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی مذکورہ روایت سے بھی احتجاج کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے، مگر اُن کی یہ جد و جہد بھی بار آور ثابت نہیں ہوگی؛ کیوں کہ ''**طلحہ بن عمرو حضرمی**'' راوی ضعیف ہے۔ لہذا یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف رہے گی، اِس لیے اِس سے دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہوگا۔ درج ذیل سطور میں ''**طلحہ بن عمرو**'' کے بارے میں علمائے جرح وتعدیل کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

طلحہ بن عمرو بن عثمان حضرمی، مکی

☆امام احمد بن حنبل نے فرمایا:'' **لا شَیُء ، مَترُوکُ الحَدِیثِ**'' ۔یعنی طلحہ کوئی چیز نہیں، وہ متروک الحدیث ہے۔

☆امام ابن معین اور امام ابن المدینی نے فرمایا: '' **لَیسَ بِشَیءٍ ، ضَعِیفٌ** '' ۔یعنی طلحہ کی کوئی حیثیت نہیں، وہ ضعیف ہے۔

☆امام ابو حاتم نے فرمایا: '' **لَیسَ بِقَوِیٍّ ، لَیِّنٌ عِندَ ھُمُ** '' ۔یعنی طلحہ قوی نہیں، وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

☆امام بخاری نے فرمایا: '' **لَیسَ بِشَیءٍ ، کَانَ یَحیَیٰ بنُ مَعِینٍ سَیِّیءُ الرَّأیِ فِیہِ** '' ۔یعنی طلحہ کوئی شی نہیں، ابن معین اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے

☆امام ابوزرعہ، امام دارقطنی ، امام عجلی اور امام ابوداود نے فرمایا: " ضَعِیفٌ " ۔یعنی طلحہ ضعیف ہے۔

☆امام نسائی نے فرمایا:" مَترُوکُ الحَدیثِ "۔یعنی طلحہ متروک الحدیث ہے۔

نیز فرمایا: " لَیسَ بِثِقَةٍ "۔یعنی طلحہ ثقہ نہیں ہے۔

☆امام ابن عدی نے فرمایا: " رَوَی عَنهُ قَومٌ ثِقَاتٌ، وَعَامَّةُ مَا یَرْوِیهِ لَا یُتَابِعُ عَلَیْهِ "۔یعنی طلحہ سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہے، اور طلحہ کی عام روایتیں غیر متابع ہیں۔

☆امام ابن سعد نے فرمایا: " کَانَ کَثِیرَالحَدِیثِ، ضَعِیفًا جِدًّا "۔یعنی طلحہ کثیر الحدیث اور سخت ضعیف تھا۔

☆امام حاکم ابواحمد نے فرمایا:" لَیسَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَهُمْ " ۔یعنی طلحہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

☆امام علی بن جنید نے فرمایا: " مَترُوکٌ "۔یعنی طلحہ متروک ہے۔

☆امام ابن حبان نے فرمایا:" کَانَ مِمَّنْ یَرْوِی عَنِ الثِّقَاتِ مَا لَیْسَ مِنْ أَحَادِیثِهِم ، لایَحِلُ کَتُبُ حَدِیثِهِ ، وَلااَ لرِوَایَةُ عَنهُ اِلَّا عَلَی جِهَةِ التَعَجُّبِ " ۔یعنی طلحہ اُن راویوں میں سے ہے جو ثقہ لوگوں سے ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جو اُن کی مرویات سے نہیں ہوتی ہیں۔اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی روایت کرنا جائز ہے، البتہ از راہ تعجب لکھنا اور بیان کرنا درست ہے۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا:" ضَعَّفُوهُ"۔یعنی طلحہ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " مَتْرُوکٌ "۔یعنی طلحہ متروک ہے۔ [٦٦]

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ **"طلحہ بن عمرو حضرمی"** کی تضعیف پر ناقدینِ رجالِ حدیث متفق ہیں، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے، اور اِس کے باوجود غیر مقلدین کا اِس سے حجت و دلیل پکڑنا انصاف و دیانت کا خون کرنا ہے۔

﴿حضرت ابن عباس [رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی صحیح روایت﴾

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس [رضی الله تعالیٰ عنهما] **ایک دوسری روایت** ہے جو از روئے سند کے صحیح ہے، اور ماسبق کی روایت کے بالکل خلاف ہے۔ چناں چہ ابن حزم ظاہری نے تخریج کی:

" وَكِيعٌ ، عَن ابنِ أَبِي لَيْلَىٰ ، عَنِ المِنْهَالِ ، عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ ، عَن ابنِ عَبَّاسٍ " اَلنَّحرُ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ "۔ [٦٧]

ترجمہ: ہم سے روایت کی وکیع نے، وہ روایت کرتے ہیں ابن ابی لیلیٰ سے، وہ روایت کرتے ہیں منہال بن عمرو سے، وہ روایت کرتے ہیں سعید بن جبیر سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عباس [رضی الله تعالیٰ عنهما] سے، اُنھوں نے فرمایا کہ: **"قربانی تین دن ہے"**۔

﴿ابن ابی لیلیٰ کا دامن جرح کی آلودگی سے پاک﴾

اِس روایت کو ابن حزم ظاہری نے **"ابن ابی لیلیٰ"** اور **"منہال بن عمرو"** کی وجہ سے نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ اور علت بیان کرتے ہوئے اول الذکر کو "سَيِّءُ الْحِفْظِ" اور دوسرے کو "مُتَكَلَّمٌ فِيهِ" کہا ہے۔ اِس لیے ہمیں امید ہے کہ دونوں راویوں کے حالات کا منصفانہ جائزہ ہمارے قارئین کے لیے گراں بارِ خاطر نہ ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابو عیسیٰ المدنی ثم الکوفی

☆امام ابن معین نے فرمایا:" ثِقَةٌ "۔

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:" لَابَأْسَ بِهِ"۔

☆علامہ عجلی نے فرمایا:" تَابِعِیٌّ ثِقَةٌ "۔

☆امام ابن حبان نے" ثقات "میں ذکر کیا۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا:" ثِقَةٌ "۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:" ثِقَةٌ "۔ [٦٨]

﴿ابن حزم کی بے حزمی کا انکشاف﴾

ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو دیکھنے کے بعد اب اِس میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا ہے کہ" **عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ** " ثقہ راوی ہیں۔علاوہ ازیں شیخین نے ان کی روایات کی تخریج بھی کی ہے، جو بجائے خود اِن کی عملی توثیق وتعدیل ہے۔تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ابن حزم نے کیوں بے حزمی کا مظاہرہ کیا؟ اور اِن کو" سَیِّءُ الْحِفْظِ "کہہ کر اِن کی روایت کو رد کر دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: امام احمد بن حنبل اور کچھ دیگر جارحین نے" **محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ** "کے بارے میں کہا تھا:" سَیِّءُ الْحِفْظِ ، مُضْطَرِبُ الْحَدِیثِ "۔[٦٩] مگر ابن حزم نے شعوری یا لاشعوری طور پر اِس کو" **عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ** "پر چسپاں کر دیا۔حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

" مُحَمَّدُ بنُ عَبدِالرَّحمٰنِ بنِ أَبِی لَیْلیٰ الأَنْصَارِیُّ ، الکُوفِیُّ ، القَاضِی ، أَبُوعَبدِ الرَّحمٰنِ : صَدُوقٌ ، سَیِّءُ الحِفْظِ جِدًّا ، مِنَ السَّابِعَةِ "[٧٠]

لہذا ابن حزم ظاہری کا کلام" **عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ** "کے بارے میں قابل قبول ہونا تو

درکنار لائق اعتنا بھی نہیں ہے۔اور غیر مقلدین کا اُن کی تقلید کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ''حضرت ابن عباس[رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی روایت ضعیف ہے'' خود ہی ضعیف ہے۔اور اندھی تقلید کا شاخسانہ ہے۔

﴿منہال بن عمرو، محدثین کی نگاہِ باصواب میں﴾

منہال بن عمرو الاسدی، مولاہم الکوفی

☆امام ابن معین اور امام نسائی نے فرمایا: '' ثِقَةٌ ''۔

☆علامہ عجلی نے فرمایا: '' كُوفِيٌّ ثِقَةٌ''۔

☆امام دارقطنی نے فرمایا: '' صَدُوقٌ ''۔

☆امام ابن حبان نے ''ثقات'' میں ذکر کیا۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: '' صَدُوقٌ رُبَّمَا وَهِمَ''۔ [۷۱]

﴿منہال بن عمرو کو ضعیف کہنے کی وجہ﴾

''**منہال بن عمرو**'' کی توثیق اکثر محدثین کرام نے کی ہے۔اور کچھ دوسرے ناقدین رجال حدیث نے تضعیف کی ہے۔مگر اُن میں سے کچھ تو جرح مبہم ہے، یعنی سبب جرح کو نہیں بیان کیا ہے، اور کچھ مفسر ہے یعنی کچھ لوگوں نے علت جرح بیان کی ہے۔مثلاً کہا جاتا ہے: '' تَرَكَهُ شُعْبَةُ ''۔یعنی شعبہ نے''**منہال بن عمرو**'' کو ترک کر دیا، اور اُن سے روایت نہیں لیا ہے۔شعبہ کے ترک کر دینے کی علت بیان کرتے ہوئے امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی فرماتے ہیں: '' لِأَنَّهُ سَمِعَ مِنْ دَارِهِ صَوْتَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِالتَّطْرِيبِ ''۔[۷۲] اِس لیے کہ شعبہ نے ''منہال'' کے گھر سے طرب[موسیقی] کے ساتھ تلاوتِ قرآن

کی آواز کو سنا تھا۔اور یہی علت علامہ ذہبی نے بھی بیان کی ہے۔[۴۷]اور ظاہر ہے کہ یہ سبب جرح نہیں ہے۔شاید یہی وجہ کہ امام بخاری نے اِسے لائق اعتنا نہیں سمجھا اور اپنی ''صحیح'' میں اِن کی روایت کی تخریج کی۔اِس طرح **''منہال بن عمرو''** کو امام بخاری کی عملی توثیق بھی حاصل ہوگئی۔لہذا''منہال بن عمرو''راوی ثقہ ہیں۔

﴿تطفل علی ابن حجر عسقلانی﴾

یہاں پر یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی[رحمہ اللہ تعالیٰ]نے ''صَدُوقٌ رُبَّمَاوَهِمَ ''اور امام دارقطنی نے '' صَدُوْق '' کہہ کر ثقاہت کے اعلیٰ درجہ سے نیچے کیوں اتار دیا؟ جب کہ امام شعبہ کے ترک کی جو وجہ ہے،اُس کا تعلق **''منہال بن عمرو''** کے حفظ واتقان سے نہیں ہے بلکہ اُن کے تقوی وطہارت سے ہے۔علاوہ ازیں امام ابن معین اور امام نسائی جو طبقہ متشددین سے ہیں وہ بھی توثیق کررہے ہیں۔اِس لیے **''منہال بن عمرو''** کو ثقہ ہونا چاہیے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿حضرت ابن عباس کی روایت علی الاقل حسن لذاتہ﴾

بہرحال علی سبیل التنزل **''منہال بن عمرو''** کو''صدوق''ہی تسلیم کرلیا جائے،تب بھی اِن کی روایت کردہ حدیث **''حسن لذاتہ''** ہوگی۔لہذا ابن حزم ظاہری کا اِن کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار دینا قطعاً درست نہیں ہے۔اِس لیے حضرت عبداللہ بن عباس[رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی روایت علی الاقل حسن لذاتہ ہوگی۔اور ازروئے سند کے یہی حدیث راجح ہوگی۔اور اِسی پر عمل کیا جائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات شمس وامس کی طرح واضح ہوگئی کہ: غیر مقلدین کا حضرت جبیر

بن مطعم، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس[رضی اللہ تعالیٰ عنہم] کی روایت سے دلیل پکڑتے ہوئے یہ کہنا کہ:''قربانی چار دن [۱۰،۱۱،۱۲،۱۳] جائز ہے'' صحیح نہیں ہے۔ بل کہ خود اپنے وضع کردہ قوانین کا خون بہانا ہے۔



﴿ائمہ ثلاثہ کا مذہبِ مہذب﴾

ائمہ ثلاثہ[امام اعظم ابوحنیفہ،امام مالک،امام احمد بن حنبل - رضی اللہ تعالیٰ عنہم-] کے نزدیک قربانی صرف تین دن [۱۰،۱۱،۱۲]ہی جائز ہے۔اِس سلسلہ میں اُنھوں نے متعدد احادیث کریمہ سے استدلال کیا ہے۔اُن میں سے کچھ ہدیہ قارئین ہیں:

حدیث : ۱

امام بخاری[رحمہ اللہ تعالیٰ]فرماتے ہیں:

﴿حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ ، عَن یَزِیدَ بن أَبِی عُبَیدٍ ، عَن سَلمَةَ بنِ الأَکُوَع ،قَالَ: قَالَ النَبیُّ صَلَّی اللّٰه عَلَیه وَسَلَّم :﴿ مَنْ ضَحَّی مِنْکُمْ فَلا یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِیَ فِیْ بَیْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ﴾. [۷۴]

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کیا ابوعاصم نے،وہ روایت کرتے ہیں یزید بن ابی عبید سے،وہ روایت کرتے ہیں سلمہ بن اکوع سے ، اُنھوں نے کہا کہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''تم میں سے جو شخص قربانی کرے تو وہ تیسرے روز کے بعد اِس حالت میں صبح نہ کرے کہ اُس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی ہو۔

حدیث : ۲

امام مسلم[رحمۃ اللہ علیہ]فرماتے ہیں:

﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بنُ اِبرَاهِیمَ الحَنْظَلِیُّ ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ ،حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَن عَبدِ اللّٰه بنِ أَبِی بَکْرٍ، عَن عَبدِ اللّٰه بنِ وَاقِدٍ قال:﴿ نَهَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ﴾ [۷۵]

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کیا اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے، وہ کہتے ہیں: مجھ کو خبر دیا روح نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کیا مالک نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن واقد سے، اُنھوں نے کہا کہ: رسول کریم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث : ۳

امام مسلم [رحمۃ اللہ علیہ] فرماتے ہیں:

﴿حَدَّ ثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُثَنّیٰ ، حَدَّ ثَنَا عَبدُ الأَعْلَیٰ ، حَدَّ ثَنَا سَعِیدٌ ، عَن قَتَادَۃَ ، عَن أَبِی نَضْرَۃَ ، عَن أَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: ﴿یَاأَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ! لَا تَأْکُلُوْا لُحُوْمَ الأَضَاحَیّ فَوْقَ ثَلاثٍ﴾ [٧٦]

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کیا محمد بن مثنی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کیا عبدالاعلی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کیا سعید نے، وہ روایت کرتے ہیں قتادہ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابونضرہ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابوسعید خدری سے، اُنھوں نے کہا: اللہ کے رسول [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے فرمایا: ''اے اہل مدینہ! قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاؤ''۔

حدیث : ٤

حضرت امام شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿ أَخْبَرَنَا مَالِکٌ ، عَن عَبدِ اللّٰہ بنِ أَبِی بَکرٍ ، عَن عَبدِ اللّٰہ بنِ وَاقِدِ بنِ عَبدِ اللّٰہ أَنَّہُ قَالَ: ﴿ نَھَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَکْلِ

لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلاثٍ﴾ [۷۷]

ترجمہ : ہم کوخبر دیا مالک نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن واقد بن عبداللہ سے، اُنھوں نے کہا کہ: رسول اکرم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث : ۵

حضرت امام بیہقی شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿أَخْبَرَنَا أَبُو عَبدِاللّٰهِ ، وَ أَبُوبَكرٍ ، وَأَبُوزَكَرِيَّا قَالُوا: حَدَّ ثَنَا أَبُو العَبَّاسِ ، أَخْبَرَنَا أَبُوالرَبِيعِ ، أَخْبَرَنَا الشَافِعِيُّ ،أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ، عَن عَبدِ اللّٰه بنِ أَبِى بَكرٍ ، عَن عَبدِ اللّٰه بنِ وَاقِدٍ أَ نَّهُ قَال: ﴿ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلاثٍ﴾ [۷۸]

ترجمہ: ہم کوخبر دیا ابوعبداللہ، ابوبکراور ابوزکریا نے، انھوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کیا ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں: ہم کوخبر دیا ابوالربیع نے، وہ کہتے ہیں: ہم کوخبر دیا شافعی نے، وہ کہتے ہیں: ہم کوخبر دیا مالک نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن واقد سے، اُنھوں نے کہا کہ: رسول کریم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث : ٦

حضرت امام ابن حبان [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿أَخْبَرَنَا الحُسَينُ بنُ اِدْرِيسَ الأَنْصَارِيُّ ، قَالَ : أَخْبَرَنا أَحمدُ بنُ أَبِى

بَــكْــرٍ ، عَن مَالِكٍ ، عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ أَبِی بَکرٍ ، عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ وَاقِدِ بنِ عَبــدِ اللّٰهِ بنِ عُمرَ أَنَّهُ قَالَ: ﴿نَهَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلاثٍ﴾ [۷۹]

ترجمہ: ہم کوخبر دیا حسین بن ادریس انصاری نے ، وہ کہتے ہیں: ہم خبر دیا احمد بن ابی بکر نے ، وہ روایت کرتے ہیں مالک سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر سے، اُنھوں نے کہا کہ: رسول کریم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث: ۷

حضرت امام دارمی فرماتے ہیں:

﴿ أَخْبَــرَنَــا أَبُــو عَــاصِمٍ ، عَن ابنِ جُرَیْجٍ ، عَن نَافِعٍ ، عَن ابنِ عُمَرَ: ﴿أَنَّ رَسُــوْلَ الــلّٰــهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَی عَنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِیّ ، أَوْقَالَ: لَا تَأْکُلُوْا لُحُوْمَ الأَضَاحِیّ بَعْدَ ثَلاثٍ﴾ [۸۰]

ترجمہ: ہم کوخبر دیا ابو عاصم نے، وہ روایت کرتے ہیں ابن جریج سے، وہ روایت کرتے ہیں نافع سے ، وہ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا''۔ یا فرمایا کہ: ''تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاؤ''۔

حدیث: ۸

حضرت امام ابن حبان [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ الْمُثَنّٰى ، قَالَ : حَدَّ ثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ ، عَنِ الجَرِيرِيِّ ، عَن أَبِى نَضْرَةَ ، عَن أَبِى سَعِيدٍ الخُدرِيِّ،أَنَّ النَبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ:﴿ يَاأَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! لَا تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ الْأَضَاحِىّ فَوْقَ ثَلَاثٍ﴾ [۸۱]

ترجمہ: ہم کوخبر دیا احمد بن علی بن مثنی نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہم سے حدیث بیان کیا وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم کوخبر دیا خالد نے، وہ روایت کرتے ہیں جریری سے، وہ روایت کرتے ہیں ابونضرہ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابوسعید خدری سے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے اہل مدینہ! تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھاؤ''۔

حدیث : ۹

امام ابویعلی[رحمہ اللہ تعالیٰ]فرماتے ہیں:

﴿ حَدَّ ثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ ، عَنِ الجَرِيرِيِّ ، عَن أَبِى نَضْرَةَ، قَالَ: أَرَاهُ : عَن أَبِى سَعِيدٍ الخُدرِيِّ،أَنَّ النَبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّم قَالَ:﴿ يَاأَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! لَا تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ الْأَضَاحِىّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ﴾ [۸۲]

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کیا وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم کوخبر دیا خالد نے، وہ روایت کرتے ہیں جریری سے، وہ روایت کرتے ہیں ابونضرہ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابوسعید خدری سے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے اہل مدینہ! تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھاؤ''۔

حدیث : ۱۰

امام نسائی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلمَةَ وَالحَارِثُ بنُ مِسْكِين قِرَاءَةً عَليهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ، عَن ابنِ القَاسِمِ ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَن أَبِي الزُّبَيرِ ، عَن جَابِر بنِ عَبد اللّٰهِ ،أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : ﴿أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلاثٍ،ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: كُلُوْا وَتزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا﴾ [۸۳]

ترجمہ: ہم کو خبر دیا محمد بن سلمہ اور حارث بن مسکین نے (حارث بن مسکین کے پاس حدیث پڑھی جارہی تھی اور میں سن رہا تھا۔ اور حدیث کے کلمات شریفہ انھیں کے ہیں) وہ روایت کرتے ہیں ابن القاسم سے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے حدیث بیان کیا مالک نے، وہ روایت کرتے ہیں ابوالزبیر سے، وہ روایت کرتے ہیں جابر بن عبداللہ سے، اُنھوں نے خبر دیا کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر اُس کے بعد فرمایا: کھاؤ [تین دن سے زیادہ] اور توشہ بنالو، اور ذخیرہ کرلو۔

حدیث : ۱۱

امام مسلم [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنا لَيْثٌ. ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ رُمحٍ ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ، عَن نَافِعٍ ، عَن ابنِ عُمَرَ، عَنِ النَبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ: ﴿لاَيَأْكُلُ أَحَدٌ مِنْ لَحمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ ﴾ [۸۴]

ترجمہ:ہم سے حدیث بیان کیا قتیبہ بن سعید نے،وہ کہتے ہیں : ہم سے حدیث بیان کی لیث نے۔[تحویلِ سند ہے،یعنی اس کی دوسری سند ہے]اور مجھ سے حدیث بیان کیا محمد بن رُمح نے،وہ کہتے ہیں: مجھ کوخبر دیا لیث نے،وہ روایت کرتے ہیں نافع سے،وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمر سے،وہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ: آپ نے فرمایا:''کوئی بھی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے''۔

قارئین کرام !اِس مقام پر گیارہ احادیث شریفہ کے نقل پر اکتفا کیا گیا ہے۔اِن سب میں تین دن سے زیادہ گوشت کھانے سے منع کیا گیا ہےاور ظاہری بات ہے کہ جب گوشت کھانے کی اجازت نہ دی گئی تو پھر ذبح کرنے کی اجازت کیسے دیدی جائے گی ؟!اِس کے بعد بھی اگر کوئی غیر مقلد ضد کررہا ہے کہ: نہیں چار دن قربانی جائز ہے تو اُسے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے صحابہ کرام [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] نے بھی یہی سمجھا ہے کہ: قربانی صرف تین دن جائز ہے۔چناں چہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿ائمہ ثلاثہ کی تائید خلیفہ راشد حضرت علی [رضی اللہ عنہ] سے﴾

امام بیہقی شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] نے فرمایا:

﴿حَدَّ ثَنَا مَالِکٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ:" الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ﴾۔[۸۵]

ترجمہ:حضرت علی بن ابی طالب [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] فرمایا کرتے کہ: قربانی دس ذی الحجہ کے بعد دو دن ہے۔[یعنی قربانی صرف تین دن ہے]

حضرت امام مالک [رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ] کی یہ روایت اگر چہ بلاغات سے ہے

تاہم یہ متصل کے حکم میں ہے، جیسا کہ محدثین کرام تصریح فرماتے ہیں۔

اور امام ابن عبدالبر نے " التمهيد "[٨٦] میں، اور ابن حزم ظاہری نے " المحلی " [٨٧] میں بطریق "ابنِ أَبِی لَيْلَىٰ ، عَنِ الْمَنْهَالِ بنِ عَمْرٍو ، عَن زِرِّبنِ حُبَيْشٍ ، عَن عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ" تخریج کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

" النَّحْرُ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ أَفْضَلُهَا أَوَّلُهَا"۔

ترجمہ: قربانی تین دن ہے۔ اور اُن میں افضل پہلا دن ہے۔ یعنی دس ذی الحجہ]

ابن حزم ظاہری نے حدیث علی بن ابی طالب کو بھی "ابن ابی لیلیٰ" اور "منہال بن عمرو" کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ مگر ماسبق کی گفتگو سے مذکورہ روایت کے تسلیم کرنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے۔

﴿ائمہ ثلاثہ کے مؤید حضرت عبداللہ بن عمر [رضی اللہ تعالیٰ عنہما]﴾

امام بیہقی شافعی [رحمہ اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں:

" أَخْبَرَنا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ المَهرَجَانِی، أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ المُزَكِّی، حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ اِبرَاهِيمَ العَبدِی ، حَدَّثَنا ابنُ بُكَيرٍ، حَدَّثَنا مَالِكٌ ، عَن نَافِعٍ أَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا كَانَ يَقُولُ: الأَضْحَىٰ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الأَضْحَىٰ". [٨٨]

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: دسویں ذی الحجہ کے قربانی دو دن ہے۔

﴿کثیر الروایہ، ابو ہریرہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] بھی ائمہ ثلاثہ کے حامی﴾

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

" وَمِنْ طَرِيقِ ابنِ أَبِي شَيْبَةَ ،نَا زَيْدُ بنُ الحُبَابِ، عَن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي أَبُو مَرْيَم ، سَمعتُ أَبَاهُرَيرَةَ يَقُولُ: الأَضُحَى ثَلا ثَةُ أَيَّامٍ ".[۸۹]

ترجمہ: یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قربانی تین دن ہے۔

ابن حزم ظاہری نے اِس روایت کو بھی ضعیف کہا ہے، اور علت بیان کرتے ہوئے **"معاویہ بن صالح"** کو " لَيْسَ بِالْقَوِيِّ" اور "ابومریم" کو " مَجْهُوْلٌ" کہا ہے۔ اِس قول کو دیکھ کر ابن حزم کے بندۂ بے دام مقلدین کی باچھیں کھل جاتی ہیں، اور وہ بڑے طمطراق کے ساتھ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے ہیں کہ: **"اِس کو امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے"**۔ اِس لیے آیئے ! - **بِعَوْنِهِ تَعَالَىٰ** - اِس کی بھی قلعی کھول دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿معاویہ حمصی کی تضعیف تعصب کا کرشمہ﴾

معاویہ بن صالح بن حُدیر بن سعید حضرمی، ابوعمرو/ابوعبدالرحمٰن حمصی

☆امام احمد نے فرمایا: " خَرَجَ مِنْ حِمْصَ قَدِيْمًا، ثِقَةٌ "۔

☆امام ابن معین نے فرمایا: " ثِقَةٌ "۔[آپ سے دیگر روایات بھی منقول ہیں]

☆امام علی بن مدینی نے فرمایا:" كَانَ عَبدُ الرَحمٰنِ بنُ مَهْدِى يُوَثِّقُهُ"۔

☆امام ابوحاتم رازی نے فرمایا:" صَالِحُ الحَدِيثِ،حَسنُ الحَدِيثِ،يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَايُحْتَجُّ بِهِ"۔

☆امام نسائی نے فرمایا: " ثِقَةٌ "۔

☆امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا:" ثِقَةٌ، مُحَدِّثٌ "۔

☆امام ابن سعد نے فرمایا:" كَانَ ثِقَةً، كَثِيرَ الحَدِيثِ"۔

☆ابن خراش نے کہا: " صَدُوقٌ "۔

☆امام ابن عدی نے فرمایا: " لَهُ حَدِيثٌ صَالِحٌ ، وَمَا أَرَى بِحَدِيثِهِ بَأْسًا ، وَهُوَ عِندِى صَدُوقٌ ، اِلَّا أَنَّهُ يَقَعُ فِي حَدِيثِهِ اِفْرَاد"۔

☆علامہ عجلی نے فرمایا: " حِمْصِيٌّ ، ثِقَةٌ "۔

☆امام بزار نے فرمایا: " لَيْسَ بِهِ بَأْسًا "۔نیز فرمایا: " ثِقَةٌ "۔

☆امام ابن حبان نے ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا: " صَدُوقٌ اِمَامٌ "۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " صَدُوقٌ لَهُ أَوْهَامٌ "۔ [۹۰]

مذکورہ اقوالِ محدثین میں غور وفکر سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ''معاویہ بن صالح'' ثقہ راوی ہیں۔اُن کی روایت کو''صحیح'' کہا جائے گا؛ کیوں کہ ان کی توثیق امام ابن معین، امام علی بن مدینی، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام نسائی وغیرہم کر رہے ہیں، جن کا شمار متشددین میں ہوتا ہے ۔تاہم اگر حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہی قول کو مدنظر رکھا جائے تب بھی اِن کی روایت علی الاقل ''حسن لذاتہ'' ہوگی۔لہذا ابن حزم ظاہری کا اِنھیں ''لَيْسَ بِالْقَوِيِّ '' کہنا خود اُن کے عدم قوی ہونے کا نتیجہ ہوگا یا پھر تعصب وہٹ دھرمی کا کرشمہ۔

﴿ابومریم کی تجہیل ابن حزم کی جہالت کا شاخسانہ﴾

ابومریم انصاری، حضرمی

شیوخ: حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تلامذہ: حَریز بن عثمان رحبی، صفوان بن عمرو، فرج بن فضالہ، معاویہ بن صالح، وغیرہ۔

☆ابن حزم ظاہری نے **"ابومریم انصاری"** کو **"مجہول"** کہا ہے۔ جب کہ اُن کے حالات یکسر اِس کی نفی کر رہے ہیں۔ یعنی اُن کو مجہول العین کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مجہول الحال کہہ سکتے ہیں؛ کیوں کہ اُن سے روایت کرنے والوں کی تعداد دو سے زائد ہے۔ مزید برآں علمائے جرح وتعدیل اُن کی توثیق بھی کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

☆علامہ عجلی نے فرمایا: " **تَابِعِیٌّ ، ثِقَةٌ** "۔

☆علامہ ذہبی نے فرمایا: " **ثِقَةٌ** "۔

☆حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: " **ثِقَةٌ ، مِنَ الثَّانِیَةِ** "۔ [۹۱]

﴿ابن حزم ظاہری کا مبلغِ علم وتحقیق﴾

مذکورہ تفصیلی جائزہ سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ ابن حزم ظاہری کا **"ابومریم انصاری"** کو مجہول کہنا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ اور اصول وضوابط کے بالکل خلاف ہے۔ بل کہ حق تو یہ ہے کہ راویوں کو مجہول کہنا ابن حزم ظاہری کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ اور تجہیل وتضعیف کا خمار اُن کے دل ودماغ پر اِس قدر غالب آ گیا تھا کہ اُنھوں نے امام ترمذی [رحمہ اللہ تعالیٰ] جیسے مشہور ومعروف محدث کو بھی مجہول کہتے ہوئے ذرہ برابر شرم محسوس نہیں کی، جس پر انصاف پسند ائمہ حدیث نے سخت باز پرس کی۔

﴿علامہ ذہبی کا قولِ ذہبی﴾

علامہ ذہبی امام ترمذی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"الحَافِظُ، العَلَمُ، أَبُوعِیسَی التِرْمِذِیُّ صَاحِبُ " الجَامِعِ" ثِقَةٌ، مُجْمَعٌ عَلَیهِ ،

وَلا اِلْتِفَاتَ اِلَى قَوْلِ أَبِيْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ فِيْهِ فِيْ الفَرَائِضِ مِنْ كِتَابِ "الإيْصَالِ" : اِنَّهُ مَجْهُوْلٌ. فَاِنَّهُ مَاعَرَفَهُ ، وَلَا دَرَى بِوَجُوْدِ "الجَامِعِ " وَلَا "العِلَلِ "اللَّذَيْنِ لَهُ" . [۹۲]

ترجمہ: یعنی حافظ،علَم [علم کا پہاڑ]، ابوعیسی ترمذی،صاحبِ''جامع ترمذی'' ثقہ ہیں،ان کی ثقاہت متفق علیہ ہے۔اورابومحمدابن حزم کاقول کتاب''الایصال'' کے باب''الفرائض'' میں کہ:''یہ مجہول ہیں'' قابل التفات نہیں ہے؛ کیوں کہ اُن کوامام ترمذی کے بارے میں علم ہی نہیں،اورنہ ہی اُن کی کتاب''جامع ترمذی''اور''کتاب العلل'' کےسلسلہ میں کوئی معلومات ہے۔

﴿حافظ ابن کثیر کا نظریہ﴾

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

" وَكِتَابُ "الجَامِعِ" لأَبِى عِيسَى التِرْمِذِيِّ : أَحَدُ الكُتُبِ السِّتَّةِ الَّتِى يَرْجِعُ اِلَيْهَا العُلَمَاءُ فِى سَائِرِ الآفَاقِ ، وَجَهَالَةُ اِبْنِ حَزْمٍ لأَبِى عِيْسَى لَا تَضُرُّهُ ، حَيْثُ قَالَ فِيْ " مُحَلَّاهُ " وَمَنْ مُحَمَّدُ بنُ عِيْسَى بْنِ سَوْرَةَ ؟ فَاِنَّ جَهَالَتَهُ لا تَضَعُ مِنْ قَدْرِهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ، بَلْ وُضِعَتْ مَنْزِلَةُ اِبنِ حَزْمٍ عِنْدَ الحُفَّاظِ،

وَكَيْفَ يَصِحُّ فِيْ الأَذْهَانِ شَيءٌ

اِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ اِلَى دَلِيْلٍ؟". [۹۳]

یعنی امام ترمذی کی کتاب''جامع ترمذی'' اُن چھ کتابوں میں سے ایک ہے جن کی جانب پوری دنیا کے علمارجوع کرتے ہیں۔اورابن حزم کاامام ترمذی کونہ جاننا کچھ مضرنہیں۔جیسا کہ اُنھوں

نے اپنی کتاب ''محلیٰ'' میں کہا: ''محمد بن عیسی بن سورہ'' کون ہیں؟ کیوں کہ ان کا نہ جاننا اُس محدث کی عظمت کو کم نہیں کر دیتا ہے، جس کا مقام ومرتبہ اہل علم کے درمیان ہے۔بل کہ اُن کی جہالت نے حفاظ حدث کے مابین خود اُنھیں کو بے وقعت بنا ڈالا۔

اور ذہن میں کوئی شی کیسے درست ہوسکتی ہے، جب دن اپنے وجود میں دلیل کا محتاج ہو!

درج بالا شعر کہہ کر حافظ ابن کثیر بلا خوف لومۃ لائم یہ اعلان کرر ہے ہیں کہ امام ترمذی کا وجود مبارک دن کی طرح روشن ومنور ہے، تو جس طرح دن اپنے وجود کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کا محتاج نہیں ہوتا ہے ایسے ہی امام ترمذی کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے دلیل وبرہان کی ضرورت نہیں ہے۔ابن حزم نے امام ترمذی کو''مجہول'' کہہ کر اپنے ہاتھوں اپنی مٹی پلید کرلی ہے۔

علامہ ذہبی اور حافظ ابن کثیر نے ابن حزم کے مبلغ علم کو خوب خوب آشکارا کر دیا، اور اُنھوں نے یہ بتا دیا کہ جب ابن حزم، امام ترمذی جیسے محدث جلیل کو نہیں جانتے اور نہ ہی اُن کی کتابوں سے کوئی واقفیت ہے تو دوسرے محدثین جن کا پایہ امام ترمذی سے کم ہے اُن کے بارے میں کیا معلومات رکھتے ہوں گے!!! لہذا انتہا ابن حزم کی تضعیف یا تجہیل قابل قبول نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت ابو ہریرہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] کی روایت کم از کم حسن لذاتہ ہے۔اُس کو ضعیف کہہ کر رد کر دینا اصول حدیث کا مذاق بنانے کے مترادف ہے۔

﴿حدیثِ انس بن مالک [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالَیٰ عَنہُ] کی تخریج﴾

امام بیہقی شافعی [رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالَیٰ] نے ''سنن کبری'' [۹۴] میں بطریق '' عبدالرحمن بن حماد، ثنا سعید بن أبی عروبة، عن قتادة، عن أنس'' تخریج کی ہے کہ اُنھوں نے

فرمایا:

" الذَّبْحُ بَعْدَ النَّحْرِ يَوْمَانِ "۔[۹۵]

یعنی دس ذی الحجہ کے بعد دو دن قربانی ہے۔

﴿خاتمہ﴾

مذکورہ تمام احادیث کریمہ اور آثار صحابہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ:

قربانی صرف تین دن جائز ہے۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری حیات مبارکہ میں کوئی ایک نظیر نہیں ملتی ہے کہ کبھی آپ نے بیان جواز ہی خاطر تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کیا ہو۔اور یہی حال خلفائے راشدین کے مبارک عہد کا بھی ہے،بل کہ کسی بھی صحابی سے چوتھے دن قربانی کرنے ثبوت نہیں ملتا ہے۔اب اگر تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کرنا جائز ہوتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور بیان جواز کے لیے اس پر عمل فرماتے ؛ کیوں کہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی احکام خداوندی کو بندوں تک پہنچانا ہے۔اِس سے صاف ہو گیا کہ" قربانی صرف تین دن کرنا جائز ہے"۔یہی نظریہ صحابہ کرام [رضی اللہ تعالیٰ عنہم]اور اکثر فقہائے عظام [رحمہم اللہ تعالیٰ] کا ہے۔اب یہ اہل حدیث کا فریضہ ہے کہ وہ چار دن قربانی کے جواز پر کوئی صحیح حدیث پیش کریں،اور جس طرح علمائے احناف سے ہر مسئلہ میں "بخاری شریف" کی روایت کا مطالبہ کرتے ہیں،ایسے ہی خود بھی اس مسئلہ میں عمل کر کے دِکھائیں،یا کم از کم "صحاح ستہ" ہی سے سند صحیح کے ساتھ پیش کر دیں۔یا پھر وہ اعلان کر دیں کہ ہمارے پاس استدلال کا دوہرا معیار ۔ہم جس حدیث سے چاہیں احتجاج کر سکتے ہیں،مگر احناف اپنے استدلال میں "بخاری شریف" سے دلیل لانے کے پابند ہوں گے۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

﴿حواشی﴾

[١] سورة الکوثر،الآیة:٢

[٢] سورة الحج،الآیة:٣٦

[٣] سنن الترمذی،باب ماجاء فی الاضحیة بکبشین ،الحدیث:١٤٩٤

[٤] سنن الترمذی،الحدیث:١٤٩٨

[٥] مسنداحمد٨٢/٤

[٦] فتاوی اصحاب الحدیث، ج:١،ص:١٩٣،مکتبہ ابن قیم سلطان کالونی میاں چنوں

[٧] شرح مشکل الآثار، ج:٣،ص:٢٢٣،الحدیث:١١٨٦،تحقیق:شعیب ارنؤوط ، ط:موسسة الرساله، بیروت

[٨] فتاوی علماے حدیث، ج:١٣،ص:٤٧،ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال

[٩] فتاوی اہل حدیث، ج:٢،ص:٤٢٦۔مفتی حافظ عبداللہ محدث روپڑی

[١٠] فتاوی علمائے حدیث، ج:١٣،ص:٤٦،ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال

[١١] فتاوی ستاریہ،مولوی عبدالستار اہل حدیث، ج:٢،ص:٢٧،مطبع کراچی

[١٢] فقہ محمدیہ، ج:٥،ص:١٢٣

[١٣] تفسیر ستاری،ضمیمہ وص:٤٢٦،صحیفہ اہل حدیث،١٦/ذی قعدہ ١٣٨٥ھ،ص:٢٢

[١٤] تفسیر ستاری،ضمیمہ وص:٤٢٦،فتاوی ثنائیہ، ج:١،ص:٥٩٨،مطبوعہ لاہور

[١٥] فتاوی علماے حدیث، ج:١٣،ص:٤٦،ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال

[١٦] مسند احمد بن حنبل ٣١٦/٢٧ حدیث :،١٦٧٥١،تحقیق:شعیب ارنؤوط ،موسسة الرسالہ، بیروت۔محقق کتاب نے اِس سند کو ضعیف کہا ہے اور حدیث کو صحیح لغیرہ کہا ہے۔اور علت یہ بیان کی

ہے کہ: سلیمان بن موسی اموی معروف بہ ''اشدق'' کی ملاقات حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوئی ہے۔اور کہا کہ: اس حدیث کی شاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت موجود ہے،جس کی تخریج امام ابن خزیمہ نے اپنی ''صحیح''میں حدیث نمبر۲۸۱۶ کے تحت کی ہے،اور حاکم نے''مستدرک'' ۱/۴۶۲ میں،امام طحاوی نے''مشکل الآثار،حدیث:۱۱۹۴،اور امام بیہقی نے''سنن'' ۵/۱۱۵میں کی ہے۔اور سند صحیح ہے۔

قارئین کرام! ڈاکٹر شعیب ارنؤوط کے اِس حاشیہ کو پڑھنے والا اولِ نگاہ میں یہی فیصلہ کرے گا کہ جب اس حدیث کی شاہد سند صحیح کے ساتھ موجود ہے تو پھر یہ بھی قابل احتجاج ہے۔حالاں کہ امعان نظر سے کام لیا جائے تو یہ ایک فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔آپ بھی''ڈاکٹر موصوف'' کی شاہد کا مشاہدہ کر لیجیے۔

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: **حدثنامحمدبن یحی ،ثنا محمد بن کثیر العبدی،ثنا سفیان بن عیینة،عن زیاد - وهو ابن سعد - ، عن ابی الزبیر،عن أبی معبد،عن ابن عباس قال:قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم:ارفعوا عن بطن عرنة،وارفعوا عن بطن محسر''** ۔(صحیح ابن خزیمہ،۴/۲۵۴،حدیث:۲۸۱۶،باب الزجرعن وقوف عرنۃ[باب:۶۹۸]ط:المکتب الاسلامی تحقیق:ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی)امام بیہقی نے انھیں الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے۔

امام طحاوی حنفی فرماتے ہیں: **حدثنا اسحاق بن ابراهیم بن یونس البغادی،قال حدثنا ابوالاشعث أحمد بن المقدام العجلی،قال:حدثنا ابن عیینة ،عن زیاد بن سعد ، عن أبی الزبیر ،عن أبی معبد، عن ابن عباس قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :عَرَفَةُ کُلُهَا مَوْقِفٌ ، وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ ،وَ الْمُزْدَلَفَةُ کُلُهَا مَوْقِفٌ وَ ارْفَعُوْا عَنْ مُحَسِّر ، وَشِعابُ مِنیٰ کُلُهَا مَنُحَر''**۔

علم حدیث کا ادنی طالب بھی غور کرے گا تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں چار احکام بیان کیے گئے ہیں:

(۱) كُلُّ عَرَفَات مَوْقِفٌ ، وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ ،

(۲) وَكُلُّ مُزْدَلَفَة مَوْقِفٌ وَ ارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّر ،

(۳) وَكُلُّ فِجَاجِ مِنىٰ مَنْحَرٌ ،

(۴)وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ "۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں امام ابن خزیمہ اور امام بیہقی شافعی کی تخریج کے مطابق صرف اول اور دوم کا ذکر ہے اور امام طحاوی کی تخریج کے مطابق سوم کا بھی بیان ہے ،اور چہارم کا کوئی پتہ ہی نہیں ہے، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری روایت کے لیے شاہد کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ میری نظر میں یہ ایک طرح کا دھوکا ہے۔علاوہ ازیں امام ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کو صحیح کہا گیا ہے، جب کہ اس سند میں ابوالزبیر موجود ہیں، جو کہ مدلس ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:" **صدوق الا أنه يدلس** "۔[تقریب،ص:۴۴۰،ترجمہ:۶۲۹۱] (یعنی سچے ہیں مگر تدلیس کرتے تھے) اور انھوں نے "عن" سے روایت کی ہے،اور راوی مدلس کا عنعنہ قابل قبول نہیں ہوتا ہے،اور اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔جیسا کہ ناصر الدین البانی نے ان کی وجہ سے کئی ایک احادیث کو ضعیف کہہ دیا ہے ۔اطمینان قلبی حاصل کرنے کے لیے "**سلسلة الاحاديث الضعيفه والموضوعه**" کا مطالعہ مفید رہے گا۔]

[۱۷] السنن الکبریٰ ۲۳۹/۵ ۔نیز ملاحظہ فرمائیں: ۲۹۵/۹ ،مطبع: دائرة المعارف العثمانیه، حیدرآباد دکن۔سنة: ۱۳۵۲ھ۔

[١٨] مسند أحمد بن حنبل ،٣١٧/٢٧، حديث :،١٦٧٥٢ تحقيق:شعيب ارنؤوط ،موسسة الرساله ، بيروت۔

[١٩] السنن الکبری٢٩٥/٩ ۔مطبع: دائرۃ المعارف العثمانیه، حیدرآباد دکن۔سن:١٣٥٢ھ

[٢٠] کتاب الجرح والتعدیل، الترجمه:٢٩٩، التعدیل والتجریح ،الترجمه : ٩٨٩ ، تهذیب الکمال ، الترجمه: ٣٤٩٥، تهذیب التهذیب ، الترجمه :٧٠٨ ، سؤالات السلمی للدارقطنی،الترجمه: ١٩٥ ،معرفة الثقات ،الترجمه: ١١٢١ ،الکاشف ،الترجمه: ٣٤٢٢،تذکرة الحفاظ،الترجمه: ٣٨٥ ، سیر اعلام النبلاء، الترجمه: ٢٠٣

[٢١] تهذیب التهذیب ٥٨٣/١ ،الترجمه: ١٧٣٠ ،تقریب التهذیب ، الترجمه :١٤٦٤

[٢٢] الثقات ،٣٦٩/٦ط:دائرة المعارف العثمانیة، حیدرآباد، معرفةالثقات،٤٠٣/١، الترجمه: ٦٠٨، کتاب الجرح والتعدیل،٤٢/١/٢، الترجمه: ١٨٤ ،ط:داراحیاء التراث العربی،بیروت،لبنان۔ العلل ومعرفة الرجال ،٥٣/٣،الترجمه: ٤١٣١ ، ط : دارالخانی،فرقد فرید الخانی ، الریاض۔ الکاشف ،٤٤٠/١، الترجمه : ١٩٢٦ ،المغنی فی الضعفاء ،٣٨٠/١،الترجمه: ٢٤٢٦، میزان الاعتدال ، الترجمه: ٣٢٣١، تاریخ ابن معین بروایة الدوری ،الترجمه: ٥٣٧٧،تهذیب الکمال ، الترجمه: ٢٣٢٠، تهذیب التهذیب ، الترجمه: ١٠٢ ،تقریب التهذیب الترجمه: ٢٣٥٨، مغانی الاخیار،الترجمه: ١٨٢

[۲۳] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ۴۳۴/۸، الحديث: ۳۹۶۳

[۲۴] الجرح والتعديل ،الترجمه: ۶۱۵، الضعفاء الصغير، الترجمه: ۱۴۶، الضعفاء والمتروكين،الترجمه: ۲۵۲، الكامل فى الضعفاء ،الترجمه: ۷۴۱، الكواكب النيرات ، الترجمه: ۱۴، تهذيب الكمال ،الترجمه: ۲۵۷۱، تهذيب التهذيب ،الترجمه: ۳۸۷، جامع التحصيل ،الترجمه: ۲۵۹، الضعفاء للعقيلى،الترجمه: ۶۳۲، من تكلم فيه وهوموثق، الترجمه: ۱۴۹، البدرالمنير،الحديث:۲۴

[۲۵] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ۱۹۰/۸، الحديث: ۳۷۱۰

[۲۶] تفسير ابن كثير۱/۳۰۱

[۲۷] نصب الراية،۵۴/۳

[۲۸] الاحسان بتقريب صحيح ابن حبان،۱۶۶/۹،الحديث:۳۸۵۴

[۲۹] الكامل فى الضعفاء،۲۶۹/۳ـدارالفكر ، بيروت، لبنان

[۳۰] السنن الكبرىٰ ، ۲۹۶/۹،ط: دائرة المعارف العثمانيه، حيدرآباد دكن

[۳۱] مسندالبزار۳۶۳/۸،الحديث:۳۴۴۴،ط:مكتبة العلوم والحكم، سعوديه عربيه،ت:د/محفوظ الرحمن زين الله

[۳۳] المحلى ۱۸۸/۷ط:ادارة الطباعة المنيرية، بمصر

[۳۴] تهذيب الكمال ۳۵۶/۱۸،الترجمه:۳۵۴۰،تهذيب التهذيب ۵۰۳/۲ ، الترجمه : ۴۸۰۶ ، تقريب التهذيب،الترجمه:۴۱۹۴

[۳۵] تقريب التهذيب،الترجمه:۴۱۹۴

[۳۶] الثقات ۵ / ۱۰۹ ،مطبع: دائرة المعارف العثمانيه ، حيدرآباد دكن،الهند

[٣٧] نزهة النظر،ص:٥٠

[٣٨] الثقات ١٣/١

[٣٩] علوم الحديث،ص: ١٥٤،١٥٣،الكفايه فی علم الروايه ،ص: ١٤٧

[٤٠] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ٨٠/١

[٤١] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، ٣٠١/١،رقم:١٦٣

[٤٢] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ، ٣٨/١ رقم: ٢١٤

[٤٣] مسند البزار ٣٦٣/٨

[٤٤] مسند البزار، ٣٦٣/٨،الحديث: ٣٤٤٣

[٤٥] سنن الدارقطنی ٥١١/٥،الحديث: ٤٧٥٦،ط:الرساله بيروت،لبنان

[٤٦] السنن الكبرىٰ ٢٣٩/٥،ط: دائرة المعارف العثمانيه حديرآباد دكن الهند

[٤٧] مسند البزار، ٣٦٣/٨

[٤٨] تهذيب التهذيب ٤٥٨/٢،الترجمه:٣١٤٧، تقريب التهذيب،ص: ٢٠٠ ، الترجمه: ٢٦٩٢

[٤٩] سنن الدار قطنی ٥١٢/٥،الحديث: ٤٧٥٨،ط:مؤسس الرسالة ، بيروت، لبنان

[٥٠] السنن الكبرىٰ ٢٩٦,٩،ط:دائرة المعارف العثمانية ، حيدر آباد ، الهند

[٥١] تهذيب الكمال ،ج:٤،ص:٥٠٦ ، الترجمه: ٩٠٤ ـ ج: ٢٢ ، ص: ٥، الترجمه:٤٣٦٠

[٥٢] المجروحين:١٤٦/١،ط:دارالمعرفة ،بيروت،لبنان،ميزان الاعتدال ١٢٦/١ ، الترجمه: ٥٠٨،ط:دارالمعرفة ،بيروت،لبنان،لسان الميزان، ٥٦٨/١،الترجمه: ٦٩٤،

تقریب التھذیب،ص: ۲۳،الترجمہ:۸۷

[۵۳] مسندالشامیین ،ج:۲،ص:۳۸۹،الحدیث:۱۵۵۶

[۵۴] السنن الکبریٰ،الحدیث: ۱۹۰۳۴

[۵۵] سنن ابی داود، الحدیث: ۱۹۳۷،انظر ایضاً سنن ابن ماجہ ،الحدیث: ۳۰۴۸

[۵۶] سنن ابی داود،کتاب المناسک ،باب اذا اخطأ القوم الھلال،۲۹۷/۲، الحدیث: ۲۳۲۴

[۵۷] المعجم الکبیر ۴۷/۱۱،الحدیث: ۱۱۰۲۳

[۵۸] موطا امام مالک ،الحدیث: ۱۴۴۹

[۵۹] تلخیص الحبیر۳۵۲/۴

[۶۰] مسند البزار ۳۶۳/۸

[۶۱] علل الحدیث لابن أبی حاتم ۱۰۴/۲،الحدیث: ۸۵۲

[۶۲] نصب الرایۃ ،۲۱۲/۴

[۶۳] ۴۹۹/۹،الحدیث: ۱۹۲۴۶

[۶۴] التاریخ الکبیر،الترجمۃ:۱۴۴۷،کتاب الجرح و التعدیل ،الترجمۃ : ۱۷۵۳ ، الضعفاء والمتروکین، الترجمۃ : ۵۶۱ ، الکاشف، الترجمۃ : ۵۵۳۶ ، الکامل ،الترجمۃ: ۱۸۸۵،تھذیب الکمال،الترجمۃ: ۶۰۶۸،تھذیب التھذیب،الترجمۃ: ۷۸۸۲، تقریب التھذیب، الترجمۃ : ۶۷۷۲

[۶۵] السنن الکبریٰ ، ۴۹۹/۹،الحدیث:۱۹۲۴۷

[۶۶] تھذیب التھذیب،الترجمۃ: ۳۴۱۲، تقریب التھذیب، الترجمۃ: ۳۰۳۰،التاریخ

الکبیر،الترجمۃ:٣١٠٤،کتاب الجرح والتعدیل ، الترجمۃ: ٢٠٩٧،العلل ومعرفۃ الرجال ، الترجمۃ :٣٤٩٧،الکاشف،الترجمۃ: ٢٤٧٨،الکامل،الترجمۃ:٩٥٤،لسان المیزان ، الترجمۃ ١٢٣٨،تاریخ اسلام،الترجمۃ:١١٣

[٦٧] المحلی ،٣٧٧/٧

[٦٨] تھذیب التھذیب،٤١٤/٣،الترجمۃ:٤٥٦٥، تقریب التھذیب ،ص: ٢٩١ ، الترجمۃ: ٣٩٩٣، الثقات،الترجمۃ:٤٠٤٥،معرفۃ الثقات،الترجمۃ : ١٠٧٢،کتاب الجرح والتعدیل ،الترجمۃ:١٤٢٤،المغنی فی الضعفاء،الترجمۃ:٣٦١٧

[٦٩] مجروحین ،٢ / ٢٤٣، ٢٤٤،میزان الاعتدال ،٦١٣/٣، التاریخ الکبیر ١٦٢/١

[٧٠] تقریب التھذیب ، ص: ٤٢٧،الترجمہ: ٦٠٨١

[٧١] تھذیب التھذیب ،ج:٥،ص: ٥٤٨،الترجمہ:٨٠٣٤،تقریب التھذیب ،ص: ٤٧٩،الترجمۃ:٦٩١٨

[٧٢] تھذیب التھذیب،الترجمہ: ٨٠٣٤

[٧٣] تاریخ الاسلام ، ٤٨٣/٧

[٧٤] صحیح البخاری ، الحدیث: ٥٥٦٩

[٧٥] صحیح مسلم ،الحدیث:٥٢١٥

[٧٦] صحیح مسلم ، الحدیث : ٥٢٢١

[٧٧] مسند الشافعی ،الحدیث: ٧٨٩

[٧٨] معرفۃ السنن والآثار ، الحدیث: ٥٨٨٤

[٧٩] صحیح ابن حبان ، الحدیث: ٥٩٢٧

[۸۰] سنن الدارمی، الحدیث: ۱۹۵۷

[۸۱] صحیح ابن حبان، الحدیث: ۵۹۲۷

[۸۲] مسند ابی یعلی ، الحدیث: ۱۰۷۸

[۸۳] سنن النسائی(المجتبی)، الحدیث: ٤٤٢٦

[۸٤] صحیح مسلم ، الحدیث: ۵۲۱۲

[۸۵] السنن الکبری ، الحدیث: ۹۷۳۱

[۸٦] التمھید۱۹۷/۲۳

[۸۷] المحلی ۳۷۷/۷

[۸۸] السنن الکبری،الحدیث: ۱۹۷۳۰،انظرایضاً: موطاامام مالک ، الحدیث:۱۷۷٤

[۸۹] المحلی ۳۷۷/۷

[۹۰] تھذیب الکمال ، الترجمۃ: ٦۰۵۸،تھذیب التھذیب،الترجمۃ: ۷۸٦۹،تقریب التھذیب،ص:٤۷۰،الترجمۃ:٦۷٦۲، کتاب الجرح والتعدیل ، الترجمۃ :۱۷۵۰، الکاشف ،الترجمۃ: ۵۵۲٦

[۹۱] تھذیب الکمال ،الترجمۃ: ۷٦۱۹،تقریب التھذیب،ص: ۵۹۲، الترجمۃ : ۸۳۵۷،الکاشف ،الترجمۃ: ٦۸۲۸،میزان الاعتدال ،الترجمۃ : ۱۰۵۹٦

[۹۲] میزان الاعتدال ٤ / ٦۷۸

[۹۳] البدایۃ والنھایۃ ،۱۱/ ٦٦،٦۷

[۹٤] السنن الکبری ۹ / ۲۹۷

[٩٥] أخرجه ابن حزم فی ”المحلی“[٣٧٧/٧] من طریق و کیع عن شعبة عن انس بنحوه۔

گزارش

قارئین کرام!

اس کتاب کی ترتیب میں لفظی ،معنوی ہرطرح کی صحت کا خیال رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے ،تاہم انسان ہونے کے ناطے غلطی ہوجانے اور رہ جانے کا پورا پورا امکان ہے،اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ دوران مطالعہ کہیں کوئی کمی کوتاہی نظر آئے تو اصلاح کی نیت سے ہمیں آگاہ فرمائیں اوراجروثواب کے مستحق بنیں۔ہم آپ کے شکرگزار ہوں گے۔

محتاج دعا

محمدسلمان رضاخان حنفی قادری جامعی ازہری

واٹس ایپ:7525092411